REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF NEWSPAPERS FOR INDIA AT NO. R.N. 61/57.

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ٭ نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم ٭ وعلیٰ عبدہ المسیح الموعود

REGD. NO. P/GDP-3.

جلد ۲۵

شمارہ ۲۲

ولقد نصرکم اللہ ببدر و انتم اذلۃ

ہفت روزہ بدر قادیان

ایڈیٹر:- محمد حفیظ بقاپوری

نائبین:- جاوید اقبال اختر

محمد انعام غوری۔

شرحِ چندہ

سالانہ ۱۵ روپے

ششماہی ۸ روپے

ممالکِ غیر ۳۰ روپے

فی پرچہ ۳۰ پیسے

THE WEEKLY BADR QADIAN.

PIN. 143516.

۲۷ جمادی الاول ۱۳۹۶ھ — ۲۷ ہجرت ۱۳۵۵ ہش — ۲۷ مئی ۱۹۷۶ء

اخبارِ احمدیہ

قادیان ۲۴ ہجرت (مئی) سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق مورخہ ۱۷/۵ کی اطلاع مظہر ہے کہ حضور کی طبیعت بفضلہٖ تعالیٰ اچھی ہے۔ الحمد للہ۔ احباب کرام اپنے محبوب امام ہمام کی صحت و سلامتی، درازیٔ عمر اور مقاصدِ عالیہ میں فائز المرامی کے لئے دردِ دل سے دعائیں جاری رکھیں۔

★ — حضرت سیدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ مدظلہا العالی کی طبیعت پہلے کی طرح چل رہی ہے۔ کبھی کچھ دیر کے لئے گھبراہٹ اور بے چینی میں کمی ہو جاتی ہے پھر وہی تکلیف ہو جاتی ہے۔ احباب حضرت سیدہ ممدوحہ کی صحت و سلامتی اور درازیٔ عمر کے لئے بھی دعائیں جاری رکھیں۔

قادیان ۲۴ ہجرت (مئی)۔ حضرت مولانا عبد الرحمٰن صاحب فاضل ناظر اعلیٰ و امیر مقامی مع جملہ درویشانِ کرام بفضلہٖ تعالیٰ خیریت سے ہیں۔ الحمد للہ۔

★ — محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ مع اہل و عیال تا حال ربوہ میں قیام فرما ہیں۔ محترم موصوف کے مقاصد میں کامیابی اور بخیریت مراجعت کے لئے بھی درخواستِ دعا ہے۔

جماعتِ احمدیہ کیرنگ (اڑیسہ) کا ۱۲ واں کامیاب جلسہ سالانہ

صوبہ اُڑیسہ کی جملہ جماعت ہائے احمدیہ کے نمائندوں کی بکثرت شرکت۔ دو صوبائی وزیروں اور اخباری نمائندوں کی شمولیت۔ ریڈیو اور اخبار میں احمدیت کا تذکرہ!

رپورٹ مرتبہ مکرم مولوی عبد الحلیم صاحب مبلغ کیرنگ

جماعتِ احمدیہ کیرنگ کا ۱۲ واں جلسہ سالانہ مورخہ ۲۴ - ۲۵ اپریل کو نہایت کامیابی سے منعقد ہوا۔ اس روحانی اجتماع میں شرکت کرنے اور علماءِ سلسلہ کی تقاریر سے مستفیض ہونے کے لئے جماعت ہائے احمدیہ اُڑیسہ سے کثیر تعداد میں احمدی حضرات تشریف لائے۔

جلسہ کی تشہیر

جلسہ سالانہ کی تشہیر کے لئے ہزاروں کی تعداد میں دعوت نامے شائع کر کے تقسیم کرائے گئے۔ اور بڑے بڑے پوسٹر قرب و جوار میں کثیر تعداد میں تقسیم کئے گئے۔ اور دیواروں اور بسوں پر چسپاں کئے گئے۔

ریڈیو اور اخبار "سماج" میں ذکر

اس جلسہ کا اعلان آل انڈیا ریڈیو کٹک سے نشر ہوا۔ اسی طرح اخبار "سماج" میں بھی جلسہ کا اعلان شائع ہوا۔ اور جلسہ کے بعد مبلغین کرام کے فوٹو کے ساتھ جماعتِ احمدیہ کے بارہ میں ایک وسیع مضمون شائع ہوا۔

یہ بات یہاں قابلِ ذکر ہے کہ اکتوبر ۷۵ء میں خاکسار نے ۱۱ افراد پر مشتمل ایک وفد کے ساتھ سائیکلوں پر تبلیغی دورہ کیا تھا۔ اس سفر میں ہم نے متعدد جگہوں پر تبلیغی جلسے کئے تھے۔ اور حاضرین کو جو ہمارے جلسہ سے متاثر ہوئے کیرنگ کے جلسہ میں شمولیت کے لئے دعوت دی تھی۔ چنانچہ یہی وجہ تھی کہ تقریباً ۱۴ جماعتوں کے غیر احمدی احباب کثیر تعداد میں اس اجتماع میں شریک ہوئے۔ اور علماءِ سلسلہ کی تقاریر کو بغور سُنا۔ اور اچھا اثر لیا۔

جلسہ گاہ

مسجد احمدیہ کیرنگ کے عقب میں وسیع و عریض میدان میں جلسہ کا انتظام کیا گیا۔ خدام نے جلسہ گاہ کو خوب سجایا۔ گاؤں کے اندر تین اونچے اونچے گیٹ نصب کئے۔ اسی طرح تمام محلہ جات کے خدام نے اپنے اپنے محلہ کو خوب سجایا۔ جلسہ گاہ سے ملحقہ "منارۃ المحمود" جو گذشتہ سال پایۂ تکمیل کو پہنچا تھا اس کو چھوٹی اور بڑی لائٹوں کے ذریعہ مزین کیا گیا۔ رات کے وقت اس کا منظر قابلِ دید تھا۔

پہلا اجلاس

مورخہ ۲۴ شہادت (اپریل) کو صبح ۹ بجے محترم الحاج مولانا شریف احمد صاحب امینی کی صدارت میں جلسہ سالانہ کیرنگ کا پہلا اجلاس منعقد ہوا۔ مکرم شمس الحق صاحب معلم نے تلاوت کی۔ اس کے بعد منارۃ المحمود کے ایک طرف محترم مولوی امینی صاحب تشریف لے گئے۔ جہاں جملہ خدام الاحمدیہ کیرنگ لوائے احمدیت سے جلسہ گاہ تک منظم طریق سے قطاروں میں کھڑے تھے۔ محترم مولانا صاحب نے لوائے احمدیت لہرایا۔ اس کے ساتھ ہی نعرہ ہائے تکبیر۔ اسلام زندہ باد۔ احمدیت زندہ باد۔ انسانیت زندہ باد وغیرہ نعروں سے فضا گونج اٹھی۔ بعدہٗ جلسہ کی کارروائی شروع ہوئی۔ مکرم عبد اللہ بلال نومسلم نے خوش الحانی سے ایک نظم پڑھی۔

اس کے بعد محترم صدر صاحب نے افتتاحی تقریر شروع کی۔ آپ نے سب سے پہلے ایک بار پھر جلسہ سالانہ کے روحانی اجتماع میں شرکت کرنے اور تبلیغ کی توفیق پانے پر خدا تعالیٰ کا شکر ادا کیا۔ اس کے بعد فرمایا کہ ہمارا یہ اجتماع کسی دنیاوی یا سیاسی غرض کے لئے نہیں ہے بلکہ یہ اجتماع خالصۃً روحانی اور دینی اغراض کو پورا کرنے کے لئے ہے۔ اس اجتماع کی ایک غرض یہ ہے کہ ہم توحیدِ حقیقی کو دنیا میں قائم کریں۔ دوسری غرض یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم اور مذہب اسلام کو دنیا میں پھیلائیں۔ تیسری غرض یہ ہے کہ جو صداقت ہم نے پائی ہے اور جس نور سے ہم منور ہوئے ہیں اس نور سے اپنے بھائیوں کو بھی منور کریں۔ چوتھی یہ کہ جماعتِ احمدیہ کے عقائد کو بالوضاحت دوسروں کے سامنے رکھیں۔ تاکہ ان کی غلط فہمی دور ہو اور وہ ہمارے ساتھ مل کر خدمتِ اسلام کی توفیق پائیں۔

محترم مولانا صاحب نے فرمایا۔ اب ہم چودھویں صدی کے آخر میں پہنچ چکے ہیں۔ اس صدی کے پورا ہونے میں صرف چار سال باقی ہیں۔ جماعت کے قیام کے بعد علماء و فقہاء کی طرف سے کفر کے فتوے صادر ہوئے شدید فتنہ برپا ہوا۔ مخالفت میں کوئی کسر باقی نہ رکھی گئی۔ لیکن اس کے باوجود جماعت بفضلہٖ تعالیٰ ترقی کرتی چلی گئی۔ اور آج حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ماننے والے اکنافِ عالم میں پھیل گئے ہیں۔ جن کی تعداد ایک کروڑ سے تجاوز کر چکی ہے۔ آج ہم فخر سے کہہ سکتے ہیں کہ جماعتِ احمدیہ پر سورج غروب نہیں ہوتا۔ آپ نے بتایا کہ الٰہی جماعتوں پر مصیبتیں آتی ہیں لیکن ایسے وقت میں گھبرانا نہیں چاہیئے۔ کیونکہ آخری کامیابی اللہ کے مامور کی ہوتی ہے۔ اسلام ضرور غالب آئے گا۔ آپ نے کہا کہ دنیا میں جتنے نبی آئے ان کی تکذیب ہوئی ہے حتیٰ کہ ہمارے پیارے آقا سیدِ ولدِ آدم حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین جب آئے تو قلیل تعداد نے آپ کو مانا۔ بلکہ اب ۱۴ سو سال گزرنے کے باوجود بھی نہ ماننے والوں کی تعداد زیادہ ہے۔ آپ نے مختلف انبیاء کے نام لے کر ان کے حالاتِ زندگی بیان کئے اور حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ علیہ السلام کے ساتھ ان کا موازنہ کیا۔ آخر میں آپ نے بیعت فارم پڑھ کر عقائدِ احمدیت کو بڑی وضاحت کے ساتھ پیش کیا۔ آپ کی یہ عالمانہ تقریر ڈیڑھ گھنٹہ تک جاری رہی۔

اس کے بعد مکرم رشید احمد صاحب بی۔ اے۔ قائد مجلس سونگھڑہ نے ہستی باری تعالیٰ پر تقریر کی۔ اور متعدد دلائل سے خدا تعالیٰ کا وجود ثابت کیا۔

اس کے بعد مکرم مبارک احمد صاحب نے ایک نظم پڑھی۔ بعدہٗ مکرم شمس الحق صاحب معلم نے "موعود اقوامِ عالم" پر تقریر کی۔ اور پھر مکرم شیخ مشہود صاحب ایم ایس سی نے مذہب اور سائنس پر تقریر کی۔ آپ کی یہ تقریر اُڑیہ زبان میں تھی جس کو احباب نے بہت پسند کیا۔ دعا اور اعلانات کے بعد پہلا اجلاس ۱۲ بجے دوپہر اختتام پذیر ہوا۔ (مسلسل ص ۲)

ملک صلاح الدین ایم۔ اے پرنٹر و پبلشر نے جے ہند پرنٹنگ پریس نہر پگار ڈن روڈ جالندھر میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان (پن ۱۴۳۵۱۶) سے شائع کیا۔ پروپرائیٹر: صدر انجمن احمدیہ قادیان۔

دوسرا اجلاس

یہ اجلاس بھی زیر صدارت محترم مولانا شریف احمد صاحب امینی ۴ بجے شام شروع ہوا۔ تلاوت کلام پاک مکرم افتخار احمد صاحب بی۔ اے نے کی۔ مکرم شکیل احمد صاحب نے اُردو میں اور مکرم شیخ سلیم الدین صاحب نے اُڑیہ میں نظم پڑھی۔ بعدہٗ مکرم مولوی ہارون رشید صاحب نے "وفاتِ مسیح" پر تقریر کی۔ آپ نے اس سلسلہ میں قرآن اور احادیث سے متعدد دلائل بیان کئے۔

محترم رادھا ناتھ رتھ اور بینودھر بلیار سنگھ صاحب کی تشریف آوری :-

اس اجلاس میں محترم رادھا ناتھ رتھ ایم ایل اے ایڈیٹر "سماج" سابق وزیر مالیات اور بینودھر بلیار سنگھ صاحب لیبر منسٹر۔ ایس ڈی او تحصیل خوردھا اور دیگر معززین تشریف لے آئے۔ مکرم شمس الحق صاحب معلم نے "کلکی اوتار" پر تقریر کی۔ آپ نے اپنے مضمون کو متعدد سنسکرت شلوکوں سے مزین کیا۔ جو ہندو احباب کے لئے باعثِ دلچسپی ہوئے۔ اس کے بعد مکرم سیف الرحمٰن صاحب نے محترم رادھا ناتھ رتھ کے اعزاز میں ایک اُڑیہ نظم پڑھی۔ اور مولوی شریف احمد صاحب امینی نے تقریر کرتے ہوئے معززین کا شکریہ ادا کیا۔ اور مختصراً جماعت احمدیہ کے عقائد و تعلیمات بیان کرنے کے بعد جماعت احمدیہ کیرنگ کو جو مشکلات درپیش ہیں اُن کی دوری کے لئے احسن رنگ میں مطالبہ کیا۔ اس کے جواب میں مکرم رادھا ناتھ صاحب نے کہا کہ ہم کو جماعتِ احمدیہ سے دلی لگاؤ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ۱۸ سال سے میں اس رُوحانی جماعت کے ساتھ تعلق رکھتا ہوں۔ اور جہاں بھی جلسہ ہو، جاتا ہوں۔ آج دنیا دھرم کو چھوڑ کر سکون تلاش کر رہی ہے۔ لیکن یاد رکھنا چاہیئے کہ تسکینِ قلب دھرم سے ہی حاصل ہو سکتی ہے۔ آپ نے جلسہ کے لئے ایک صد روپیہ بھینٹ کیا۔

اس کے بعد محترم بینودھر بلیار سنگھ صاحب نے تقریر کی۔ آپ نے اس جلسہ میں شرکت کرنے پر خوشی کا اظہار کرتے ہوئے جماعتِ احمدیہ کیرنگ کی تمام مشکلات کی دوری کے لئے فوری اقدام کرنے کا وعدہ کیا۔ اس کے بعد مکرم ایس ڈی او صاحب نے کہا کہ آج اس دھار مک جلسہ کو دیکھ کر مجھے بہت خوشی ہوئی ہے۔ مجھے خیال تک بھی نہیں تھا کہ یہاں اتنے لوگ بغیر کسی دنیوی غرض کے محض دین کے لئے جمع ہوں گے۔ محترم ایس ڈی او صاحب پر جلسہ کا بہت اچھا اثر ہوا۔

اس کے بعد بعض ضروری اعلانات اور دُعا کے ساتھ یہ جلسہ ختم ہوا۔

تیسرا اجلاس

مورخہ ۲۵ اپریل صبح ۹ بجے یہ اجلاس مکرم مولوی شریف احمد صاحب امینی کی زیرِ صدارت شروع ہوا۔ تلاوت کلام پاک اور نظم کے بعد مکرم رشید احمد صاحب بی۔ اے نے ذکرِ حبیب کے موضوع پر تقریر کی۔ موصوف نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی کے بعض ایمان افروز واقعات سنائے۔ دوسرے نمبر پر خاکسار عبد الحلیم نے "حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا عشقِ رسول صلعم" کے عنوان پر تقریر کی۔ خاکسار نے حضور علیہ السلام کے بعض اقتباسات جو آپؑ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عشق میں فرمائے تھے پیش کئے۔ نیز حضور کے بعض اُردو، عربی و فارسی اشعار سے بھی اپنے مضمون کی تائید میں استدلال کیا۔ اس سلسلہ میں غیر احمدیوں کے اس اعتراض کا مدلل جواب بھی دیا کہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب نے اپنے آپ کو آنحضرت صلعم سے افضل بتایا ہے۔ خدا تعالیٰ کے فضل سے اس تقریر کا غیروں پر اچھا اثر ہوا۔

اس اجلاس کی آخری تقریر مکرم مولوی شریف احمد صاحب امینی کی تھی۔ آپ نے عقائدِ احمدیہ، کلمہ طیبہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللّٰہِ اور سیرت آنحضرت صلعم پر تقریر کی۔ اس کے بعد ایک اُڑیہ نظم پڑھی گئی۔ اور یہ اجلاس بھی بخیر و خوبی اختتام پذیر ہوا۔

چوتھا اجلاس

یہ اجلاس ۴ بجے سہ پہر محترم مولوی شریف احمد صاحب امینی کی صدارت میں شروع ہوا۔ خاکسار کی تلاوتِ کلام پاک اور مکرم سیف الرحمٰن صاحب کی نظم خوانی کے بعد مکرم فضل الرحمٰن صاحب نے "ضرورتِ نبوت" پر پہلی تقریر کی۔ دوسری تقریر مکرم مولوی محمد حمید صاحب کوثر نے "معجزات حضرت مسیح موعود علیہ السلام" پر کی۔ آپ نے معجزات کی حقیقت بیان کرنے کے بعد حضورؑ کے متعدد معجزات بیان کئے۔ اس کے بعد مکرم شیخ سلیم الدین صاحب نے ایک نظم پڑھی۔ بعدہٗ محترم مولوی شریف احمد صاحب امینی نے اس جلسہ سالانہ کو منعقد کرنے پر خدا تعالیٰ کا شکر ادا کیا۔ اور بتایا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت کا مقصد "یحیی الدین ویقیم الشریعۃ" تھا۔ آپؑ کے خلاف کتنے جھوٹے پروپیگنڈے کئے گئے۔ اور علماء یہ دعویٰ کرتے تھے کہ چند روز تک مرزا صاحبؑ کو ختم کر دیں گے۔ لیکن آپ کی جماعت دن بدن ترقی کرتی چلی گئی۔ خدا تعالیٰ کے فضل سے آج یہ جماعت تمام دنیا میں پھیل چکی ہے۔ اس کے بعد آپ نے صداقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی متعدد مثالیں دیکر مخالفین کی ناکامی اور حضورؑ کے ساتھ خدا کی تائید و نصرت کا تذکرہ کیا۔

اس کے بعد رات کے ۸ بجے دُعاؤں کے اعلانات کے بعد یہ دو روزہ جلسہ نہایت کامیابی و کامرانی کے ساتھ ختم ہوا۔ الحمد للہ۔

اللہ تعالیٰ ان تمام تقاریب کے بابرکت نتائج برآمد فرمائے۔ آمین۔

غیر احمدیوں کی شرکت

جلسہ سالانہ سے قبل احبابِ جماعت کو جلسہ میں شرکت کی تحریک کے لئے دورہ کیا گیا تو غیر از جماعت دوستوں کو بھی جلسہ میں شرکت کی دعوت دی گئی۔ جب ہمارا قافلہ مکند پرشاد پہنچا تو وہاں کے غیر از جماعت دوستوں نے کہا کہ ہم اپنے عالم کو لیکر آئیں گے۔ انہیں بھی تقریر کی اجازت دی جائے۔ چنانچہ حالات کے مطابق فریقین کی طرف سے یہ شرط طے ہوئی کہ اُن کے مولوی صاحب کو تقریر کی اجازت دی جائے گی۔ اور **کلمہ طیبہ** پر تقریر ہوگی اور نصف گھنٹہ ٹائم دیا جائے گا۔ اس کے بعد ہماری تقریر ہوگی۔

چنانچہ ۲۵ اپریل کی رات ۸½ بجے جب ہمارا جلسہ ختم ہو رہا تھا مکند پرشاد کے ۳/۴ دوست اپنے علماء کو ساتھ لیکر بذریعہ موٹر کیرنگ پہنچے ہم نے اُن کو کھانے کی دعوت دی۔ لیکن اُن کے علماء نے فتویٰ دیا کہ احمدیوں کا کھانا جائز نہیں ہے۔ چنانچہ اُن میں سے بعض نے کہا کہ ہم نے دعوت قبول کی ہے لہذا ہم کو کھانا کھا لینا چاہیئے۔ بالآخر اُن میں سے اکثر نے ہماری طرف سے کھانے کی دعوت کو قبول کر لیا۔ اور کھانا کھایا۔

رات کے دس بجے محترم الحاج مولوی شریف احمد صاحب امینی کی صدارت میں جلسہ کی کارروائی شروع ہوئی۔ خاکسار نے تلاوت کی۔ اور مکرم روشن احمد صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا منظوم کلام ؎

وہ پیشوا ہمارا جس سے ہے نُور سارا
نام اُس کا ہے محمدؐ دلبر مرا یہی ہے

خوش الحانی سے پڑھ کر سُنایا۔

بعد ازاں محترم صدر صاحب جلسہ نے افتتاحی تقریر کرتے ہوئے بتایا کہ اس وقت تک ہمارے اور غیر احمدیوں میں متعدد مناظرے ہوئے ہیں۔ تحریری بھی اور تقریری بھی۔ ایک مناظرہ بھدرک میں ہوا۔ جس میں اہلِ سنت والجماعت کی طرف سے مولوی اسمٰعیل صاحب مونگھیروی مناظر تھے اور جماعتِ احمدیہ کی طرف سے خاکسار مناظر تھا۔ ایک مناظرہ یادگیر میں ہوا۔ یہ دونوں مناظرے کتابی صورت میں شائع ہو چکے ہیں جس کا دل چاہے پڑھ لے۔ اس وقت ہمارے یہ مسلمان بھائی اپنے علماء کو لے کر یہاں آئے ہیں، میں اُن کا خیر مقدم کرتا ہوں۔ وہ شرط کے مطابق تقریر کرلیں۔ پھر ہم اُن کا جواب دیں گے۔

غیر احمدی مولوی صاحب کی تقریر

غیر احمدیوں کی طرف سے مکرم مولوی سراج السالکین صاحب نے تقریر کی۔ آپ نے تشہد و تعوذ کے بعد ہی مزید ٹائم کا مطالبہ شروع کر دیا۔ شرط کے مطابق کلمہ طیبہ پر تقریر کرنی تھی۔ لیکن موصوف نے اصل موضوع کو چھوڑ کر اِدھر اُدھر کی باتوں میں وقت گزارنا شروع کر دیا۔ اور پھر بیباک سے ٹائم مانگنا شروع کیا۔ دو تین بے بنیاد اعتراض مثلاً احمدیوں کا کلمہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللّٰہِ سے مراد مرزا غلام احمد ہیں اور قرآن سے مراد مرزا صاحب کی کتب ہیں۔ کرکے سترہ ۱۷ منٹ میں تقریر ختم کر دی حالانکہ ابھی مقررہ وقت میں سے بھی تیرہ ۱۳ منٹ باقی تھے۔ اسی سے اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ جو شخص ۳۰ منٹ بول نہیں سکتا اس کا مزید وقت کیلئے مطالبہ کرنا کیا معنے رکھتا ہے۔

حسب فیصلہ متفقہ مولوی سراج السالکین صاحب کی تقریر کے بعد ہمارے مولوی صاحب کی تقریر ہونی تھی۔ اُن کی باتوں کا جواب دیا جانا تھا۔ مگر اِدھر مولوی صاحب موصوف نے اپنی تقریر ختم کی اُدھر اپنے ساتھیوں سمیت جلسہ گاہ چھوڑ کر روانہ ہو گئے۔ یہ ایک کھلا فرار تھا جسے سمجھدار طبقہ نے اچھی طرح محسوس کر لیا۔

مذکورہ غیر احمدیوں کے چلے جانے کے بعد محترم مولوی شریف احمد صاحب امینی نے جملہ اعتراضات کا مدلل اور مسکت جواب دیا۔ دوسرے مقامات سے آئے ہوئے مسلمان جو یہاں موجود تھے ان کا ان پر بہت اچھا اثر ہوا۔ آخر میں خاکسار نے خود ساختہ امیر شریعت اور مولوی احمد انس صاحب کی بعض کذب بیانیوں کا جواب دیا۔

رات کے بارہ بجے ہمارا یہ اجلاس بعد اجتماعی دُعا بخیر و خوبی اختتام پذیر ہوا۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔

درخواستِ دُعا

میں اپنے تمام بھائیوں۔ بہنوں اور درویش بھائیوں سے اپنے لڑکے نعیم احمد کے امتحان میں اعلیٰ کامیابی کے لئے دُعا کی درخواست کرتی ہوں۔ میرے لڑکے نعیم احمد کے امتحان میڈیکل کمپیٹیشن ٹسٹ دہلی یونیورسٹی کے لئے مورخہ ۱۸ جون ۷۶ء کو ہونے والے ہیں۔ دُعائیں کریں کہ خدا وند کریم کمپیٹیشن میں اُن کو اعلیٰ نمبروں سے کامیاب کرے اور شاندار کامیابی کے ساتھ ان کا ایڈمیشن میڈیکل کالج میں ہو جائے۔ آمین ثم آمین۔

خاکسار: عذرا شمیم۔ آرہ۔ بہار۔

—(۲)—

برادرم محترم محمد عظمت اللہ صاحب کرنولی سے اپنے کاروبار میں برکت و ترقی اور اپنی اہلیہ کی صحت کاملہ کے لئے درخواست دعا کرتے ہیں۔

اسی طرح برادرم محترم محمد عبد القیوم صاحب آف حیدر آباد کے گھر میں ولادت ہونے والی ہے احباب و بزرگان سے درخواست ہے کہ اولادِ نرینہ کے لئے اور اُن کے نیک مقاصد میں کامیابی کیلئے دُعا فرمائیں۔

خاکسار: محمد کریم الدین شاہد قادیان۔

خطبہ جمعہ

مسئلہ قضاء و قدر کے متعلق اسلامی تعلیم کے بعض ابتدائی امور

خدا تعالیٰ علّت العلل ہے اس نے ہر چیز کو ایک اندازہ اور قانون میں پیدا کیا ہوا اور محیط کیا ہوا ہے۔

اور اس میں تقدیر الٰہی کی حکمت یہ ہے کہ تا انسان اپنے پیدا کرنے والے رب سے دور ہو کر محض اسباب کا نہ ہو جائے

قضاء و قدر کا مسئلہ نہ تو انسان کو کاہل اور سست بناتا ہے اور نہ اسے باندھ کر رکھتا ہے کہ وہ مجبور ہے

از سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ ۱۳ تبلیغ ۱۳۵۵ ہش مطابق ۱۳ فروری ۱۹۷۶ء بمقام مسجد اقصیٰ ربوہ

تشہد و تعوذ اور سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور نے فرمایا:۔

گذشتہ جمعہ کے خطبہ میں مَیں نے کہا تھا کہ اللہ تعالیٰ کی توفیق سے میں قضاء و قدر کے متعلق چند خطبات دینے کا ارادہ رکھتا ہوں چنانچہ آج میں بالکل سادہ طریق سے

قضاء و قدر کے متعلق ابتدائی درس

دینا چاہتا ہوں تاکہ بڑے اور چھوٹے مرد و زن اور ظاہری علوم کے لحاظ سے زیادہ پڑھے ہوئے یا کم پڑھے ہوئے سب دوستوں کو سمجھانے کی کوشش کروں رَبِّ اشْرَحْ لِيْ صَدْرِيْ وَيَسِّرْ لِيْ اَمْرِيْ وَاحْلُلْ عُقْدَةً مِّنْ لِّسَانِيْ يَفْقَهُوْا قَوْلِيْ (۲۰: ۲۶ تا ۲۹) خدا کرے کہ میں آپ کو سمجھانے میں کامیاب ہو جاؤں۔

یہ کارخانۂ عالم یہ ہماری دنیا اسباب کی دنیا ہے۔ اور ہر چیز کا ایک سبب ہوتا ہے پھر اس کے پیچھے ایک اور سبب پھر اس کے پیچھے ایک اور سبب اس طرح ایک لمبا سلسلہ چلتا ہے اور ایک حد پر جا کر انسان کا علم ٹھہر جاتا ہے۔ دوسرے وقت میں یہ ٹھہرا ہوا علم چند قدم اور پیچھے چلتا ہے اور کچھ اور سبب اور مؤثرات معلوم کر لیتا ہے اور انسان کے علم میں اضافہ ہوتا رہتا ہے۔ مثلاً اللہ تعالیٰ نے انسان کے ساتھ بھوک لگائی ہوئی ہے ہمارے ملک میں عام طور پر دو یا تین بار بھوک لگنے پر سیری کا سامان کیا جاتا ہے بعض ممالک میں زیادہ بار کھانا کھایا جاتا ہے اور بعض بیماروں کو ڈاکٹر کہتا ہے کہ ہر ڈھائی تین گھنٹے کے بعد کچھ نہ کچھ کھاؤ مگر تھوڑا کھاؤ بہرحال جسم میں ایک

کمزوری کا احساس

پیدا ہوتا ہے اور کھانے کی خواہش پیدا ہوتی ہے ایک آدمی کہتا ہے کہ کھانے سے میرا پیٹ بھر گیا۔ اور کھانے نے میری بھوک یعنی جو آخری سبب تھا وہاں تک اس کی نظر گئی میں مثال میں بھی بعض مرحلے اور بعض STEPS چھوڑ جاؤں گا تا مضمون زیادہ مغلق نہ ہو جائے بعض دوسرے ملاقوں کو دیکھیں یا تو وہ کہتے ہیں کہ ہمارے عوام بڑے محنت کش ہیں اور ان کی دانشمندانہ محنت نے ہماری قوم کی بھوک دور کر دی ہے۔ مثلاً چین ہے یہ تو وہ خود مانتے ہیں کہ ہماری بھوک ابھی دور نہیں ہوئی لیکن تاہم وہ بہت حد تک کامیاب ہوئے ہیں۔ چین میں کام کرنے والوں کی ایک خاص (چھوٹی اکائی) بریگیڈ ہے جو کہ غالباً دس پندرہ ہزار آبادی والے علاقے پر مشتمل ہے اس کو تا چاؤ کہتے ہیں ان کے افسر اور عہدیدار بڑے زیرک ہیں انہوں نے اپنے محنت کشوں کو اس طرح سنبھالا کہ انہوں نے اپنی ضرورت سے زیادہ کمانے والے اجناس کی پیداوار کی اور پھر انہوں

نے دوسرے علاقوں کو کہا کہ ان کی نقل کرو چنانچہ چین میں وہ کہتے ہیں کہ ہمارے عوام کی محنت نے ہماری بھوک کو دور کر دیا۔ ایک اور وقت میں ہمیں یہ نظر آتا ہے کہ کسی جگہ قحط پڑ گیا اور کچھ عرصہ رہا (مثلاً حضرت یوسف علیہ السلام کے زمانے کے قحط کا ذکر قرآن کریم میں بھی آیا ہے) اور اس کے بعد پھر بارشیں ہوئیں اور

قحط کے آثار دور ہو گئے

چنانچہ اس علاقے میں اس وقت یہ کہا گیا کہ بارشوں نے ہماری بھوک کو دور کرنے کا سامان پیدا کیا کیونکہ بارشوں نے غلہ اگایا ایک اور شخص جس کو زیادہ علم حاصل ہے وہ کہتا ہے کہ ہوا کے دباؤ کچھ اس طرح کی شکلیں اختیار کر گئے کہ جو ہوائیں بادلوں کو لے کے اُڑ رہی تھیں ان کا رُخ ہمارے علاقے کی طرف ہو گیا اور اس طرح ہوا کے اس مناسب دباؤ کی وجہ سے ہمارے علاقے کا قحط دور ہو گیا فصلیں اچھی ہو گئیں اور ہماری بھوک کے دور ہونے کا سامان پیدا ہو گیا۔ میرے عزیز بچو اور بڑو! میں یہ بتا رہا ہوں کہ یہ اسباب کی دنیا ہے اور علل کی دنیا ہے کسی چیز کو دور کرنے کی کوئی وجہ بنتی ہے مثلاً سردی لگتی ہے تو کپڑا اسے دور کرتا ہے اور اگر کپڑا بھی اسے دور نہ کرے یا کپڑا نہ ہو (دونوں شکلیں ہوتی ہیں) تو پھر آگ سینکنے سے وہ دور ہو جاتی ہے۔ جو لوگ محض اسباب کو دیکھتے ہیں اور ان اسباب کے پیچھے جو حقیقت ہے اس پر ان کی نظر نہیں جاتی وہ لوگ ان کی پرستش شروع کر دیتے ہیں اور ان کو خدا ماننے لگ جاتے ہیں کھانے کے سلسلے میں ایک بات یہ بھی ہے کہ بعض لوگ یہ کہیں گے کہ جی ہمیں کچی گندم کو پھانکنا پڑتا لیکن آگ نے ہماری

بھوک دور کرنے کے سامان

پیدا کر دئے یعنی یا تو بھٹی میں دانے بھونے گئے یا توے کے اوپر روٹی پکی آگ کے بغیر تو روٹی نہیں پک سکتی چنانچہ اس دنیا میں بعض ایسے لوگ بھی ہیں کہ جو آگ کی پرستش کرنے لگ گئے کیونکہ انہوں نے اس سبب کو جس نے اور بہت ساری باتوں کا علاج کیا تھا اور ان کا سبب بنا تھا اس کو ہی خدا سمجھ لیا افریقہ میں اور ہندوستان میں بہت سے لوگ ایسے ہیں کہ جن درختوں کی وہ لکڑی استعمال کرتے ہیں یا ان کے سایہ کے نیچے بیٹھ سکتے ہیں۔ یا اور بہت سے فوائد اٹھاتے ہیں وہ ان درختوں کی ہی پوجا کرنے لگ گئے اور اس سبب کی ہی پرستش شروع کر دی پھر دنیا میں بعض لوگ ایسے ہیں کہ ان کے لئے جو دوائی بنتی اسے وہ دوا کے طور پر استعمال نہیں کر سکے اور اس کے غلط استعمال کے نتیجہ میں انہیں دکھ پہنچا مثلاً سانپ ہے جس غرض کے لئے وہ ہے وہ فائدہ نہیں اٹھا سکے اور اس نے بچے کو کاٹا اور گھر والوں کو بڑی پریشانی اٹھانی پڑی اور یہ مثال جو میں دے رہا ہوں۔

اس میں میں کہتا ہوں کہ پریشانی کے بعد علاج کے ساتھ وہ بچہ اچھا ہو گیا لیکن چونکہ دس پندرہ دن پریشانی کے گذر سے تو انہوں نے کہا کہ اس بلا سے نجات پانے کے لئے ہمیں اس بلا کی پرستش شروع کر دینی چاہئیے اور انہوں نے

سانپ کی پوجا

شروع کر دی آج کی دنیا میں بھی سینکڑوں مثالیں ملیں گی اور انسانی تاریخ میں بھی ہزاروں مثالیں ایسی ملیں گی کہ انسان نے سبب کو ہی سب کچھ سمجھ لیا اور جو اس سبب کو پیدا کرنے والا تھا یعنی اللہ وہ اس کی نظروں سے اوجھل ہو گیا۔ ابھی میں نے ایک مثال دی ہے کہ آج کا دہریہ یہ اعلان کرنے لگ گیا کہ ہمارے عوام ہمارا خدا ہیں۔ یہ میں نے خود پڑھا ہے انہوں نے کہا کہ ہمارے عوام بڑی محنت کرتے ہیں، راتوں کو جاگتے ہیں بڑی تکلیف اٹھاتے ہیں اور بڑی سمجھ کے ساتھ کھیتی باڑی کرتے ہیں اور انہوں نے اپنی اس محنت اور فراست کے نتیجے میں ملک سے غربت اور بھوک کو دور کر دیا ہے ہمارے عوام ہمارا خدا ہیں پھر ہماری یہ دنیا اور ہمارا یہ ملک جس میں ہم بستے ہیں اس میں بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ دولت ہی سب کچھ ہے اس واسطے جائز اور ناجائز طریقوں سے روپیہ کماؤ بعض لوگوں کو یہ خیال ہو جاتا ہے کہ سیاسی اقتدار ہی سب کچھ ہے اس لئے وہ سمجھتے ہیں کہ جائز اور ناجائز طریقوں سے سیاسی اقتدار حاصل کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔

لیکن اسلام یہ نہیں کہتا اسلام کہتا ہے کہ اسباب تو درست ہیں لیکن ان کا ایک مسبّب بھی ہے۔ یہ علل جو کہ ایک کے بعد دوسری کو پیدا کرتی چلی جاتی ہیں یہ تو موجود ہیں لیکن ان سب کے پیچھے ایک علت العلل بھی ہے (عام آدمی اور بچے شاید اس اصطلاح کا مفہوم نہیں سمجھ سکیں گے اس لئے یوں کہو کہ وہ ہستی جو

دنیا کے تمام اسباب اور علل

کو پیدا کرنے والی ہے۔ میں نے جو مثال دی تھی اس کے لحاظ سے بعض لوگوں نے کہا کہ بارش پانی برساتی ہے بعض نے کہا کہ ہوائیں بادلوں کو لے آتی ہیں۔ اس لئے ان کی وجہ سے پانی برسا قرآن کریم نے سورۂ نور میں ذرا تفصیل کے ساتھ یہ بتایا ہے کہ اللہ وہ ہے کہ جس نے وہ سبب اور سامان پیدا کئے کہ جن کے ذریعے سے سمندروں پر بخارات بنتے ہیں پھر یہ انتظام کیا وہ بخارات جو اپنے اندر بڑا پھیلاؤ رکھنے کی وجہ سے بارش برسانے کے قابل نہیں ہوتے ان کو ہوائیں بعض سمتوں کی طرف لے جاتی ہیں پھر وہاں ایسے حالات پیدا ہوتے ہیں کہ ان بخارات میں ایک انقباض اور ارتکاز پیدا ہونا شروع ہو جاتا ہے پھر اس کے بعد خدا تعالیٰ ایسے سامان پیدا کرتا ہے کہ تہ بہ تہ بادل بن جاتے ہیں جن کو ہم کالی گھٹائیں کہتے ہیں اور پھر خدا تعالیٰ گرمی سردی ہوا کے دباؤ وغیرہ وغیرہ کے ذریعے ایسے سامان پیدا کرتا ہے کہ جن لوگوں کو وہ اپنی بارش کی رحمت سے نوازنا چاہتا ہے اس طرف ہوائیں ان بادلوں کو لے کر جاتی ہیں اور وہ وہاں برستے ہیں اور بعض لوگوں کو خدا تعالیٰ اپنے غصے کے اظہار کے لئے اور اس لئے کہ وہ سمجھیں اور اپنے پیدا کرنے والے رب کی طرف واپس آئیں ان بادلوں سے محروم کر دیتا ہے اس چیز کے اظہار کے لئے اسلام نے کہا کہ تقدیر ہے اور خدا تعالیٰ جو کہ علت العلل ہے اس نے اس حقیقت کی طرف توجہ پھیرنے کے لئے یہ کہا کہ ہوتا وہ ہے جو خدا چاہتا ہے وہ نہیں ہوتا جو سمندر کے بخارات چاہتے ہیں نہ وہ ہوتا ہے جو وہ ہوائیں چاہتی ہیں جو ان بخارات کو اڑا کر لے جاتی ہیں نہ وہ ہوتا ہے جو وہ اونچے اونچے پہاڑ چاہتے ہیں جہاں جا کر ایسے سامان پیدا ہوتے ہیں کہ یہ بخارات آپس میں مل جاتے ہیں اور نہ وہ سامان کچھ کر سکتے ہیں کہ جن کے نتیجے میں تہ بہ تہ کالی گھٹائیں بن جاتی ہیں اور نہ وہ ہوائیں کہ ان بادلوں کو جہاں مرضی لے جائیں پس ان تمام واسطوں سے انقطاع حاصل کرنے کی غرض سے خدا تعالیٰ نے اسلام میں یہ تقدیر کا مسئلہ یہ

قضاء و قدر کا مسئلہ

بنایا تاکہ انسان اپنے پیدا کرنے والے رب سے دور نہ ہو جائے اور محض اسباب کا نہ ہو جائے اور صرف اسباب پہ ہی بھروسہ نہ کرنے لگے اور اسباب کو اتنا طاقتور نہ سمجھے کہ وہ جس کو چاہیں فائدہ پہنچا سکتے ہیں اور جس کو چاہیں محروم رکھیں وہ تو سامان ہیں ان سامانوں کا پیدا کرنے والا رب فائدہ پہنچاتا ہے یہ سامان نہیں فائدہ پہنچاتے قرآن کریم نے بہت سی مثالیں دے کر اس چیز کو واضح کیا ہے۔

پھر خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ:-

خَلَقَ كُلَّ شَيْءٍ فَقَدَّرَهُ تَقْدِيرًا (۳:۲۵)

یعنی ہر چیز کو اس نے پیدا کیا ہے اور ایک اندازہ مقرر کیا ہے یہ ہے تقدیر۔ مثلاً ایک خاص قسم کی گرمی کے اندر اس نے یہ قابلیت رکھی ہے یہ اندازہ رکھا ہے کہ وہ بخارات اڑا دے گی پھر سورۂ نور میں یہ بھی فرماتا ہے کہ بعض دفعہ جن پر خدا تعالیٰ غصے ہوتا ہے ان کی طرف بادل لے جاتا ہے اور وہ بادل کہ جب ان کے بخارات اکٹھے ہوتے ہیں تو ان کے اندر کوئی ٹھوس چیز نظر نہیں آتی ان کے اندر سے یا ان کے نتیجہ سے

بڑے بڑے حجم والی چیزیں

گرنی شروع ہو جاتی ہیں۔ مثلاً ژالہ باری ہے زمیندار دوست جانتے ہوں گے کہ کچھ عرصہ کے بعد کبھی کسی علاقہ میں اور کبھی کسی علاقہ میں عین اس وقت ژالہ باری ہو جاتی ہے کہ جب فصلیں تیار ہوتی ہیں بعض دفعہ بعض انسان اپنی حماقت سے یہ سمجھنے لگتے ہیں کہ ہماری کھیتیوں کی گندم بالیں ہماری بھوک کو دور کریں گی تب خدا تعالیٰ بادلوں کو کہتا ہے کہ وہاں جاؤ اور ان کو بتاؤ کہ ان میں تو کوئی طاقت نہیں ہے گندم کے کھیت یا گندم کی بالیں یا ان سے جو گندم حاصل ہوتی ہے وہ بھوک کو دور نہیں کرتیں بلکہ جو ان کا پیدا کرنے والا ہے وہ بھوک کو دور کرتا ہے میں نے پہلے بھی بتایا تھا ایک دفعہ ہمارے اس علاقے میں صرف پندرہ منٹ ژالہ باری ہوئی اور پانچ چھ مہینے کی فصلوں میں سے بعض کھیتوں میں سو فیصد گندم ٹوٹ کر زمین پر گر گئی اور تباہ ہو گئی۔ اور کسی جگہ روپے میں سے بارہ آنے اور کسی جگہ روپے میں سے آٹھ آنے اور کسی جگہ چار آنے یعنی اس طرح کم و بیش نقصان ہوا۔ شام کے وقت سورج غروب ہونے سے چند منٹ پہلے ژالہ باری ہوئی تھی یہاں ہماری زمین پر جو میرے کارندے کام کر رہے تھے وہ آئے ان کی آنکھوں میں آنسو تھے مجھے بڑا غصہ آیا وہاں اندازاً روپے میں سے آٹھ آنے نقصان ہوا تھا۔ میں نے کہا کہ تم یہ روتے ہو کہ فصل کے آٹھ آنے تباہ ہو گئے تم نے وہاں اللہ اکبر کا نعرہ کیوں نہیں لگایا کہ خدا نے تمہارے آٹھ آنے بچا لئے آٹھ آنے تباہی کا مطلب یہ ہے نا آٹھ آنے بچ گئے اور یہ اس کا بڑا احسان ہے ہمارا تو کوئی زور نہیں ہے اور نہ ہمارا حق ہے اس پر اس نے بڑا فضل کیا ہے چنانچہ میں نے انہیں واپس بھیجا اور کہا کہ جاؤ اور آدھا گھنٹہ وہاں نعرہ ہائے تکبیر اللہ اکبر کی آواز بلند کرو۔

الحمدللہ کا ورد کرو

اور آدھے گھنٹے کے بعد آکر مجھے رپورٹ کرو کہ ہم نے یہ کام کر لیا ہے اللہ تعالیٰ بڑا فضل کرنے والا ہے اس کی چیز تھی اس نے لے لی پس اس قسم کے سبق دینے کے لئے قرآن کریم نے کہا کہ خدا کی تقدیر چلے گی ہو گا وہی جو خدا چاہے گا۔ یہ تقدیر ہے لیکن اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ اس دنیا میں سامان نہیں ہیں بلکہ وہ مسبب الاسباب ہے ایک سبب کے بعد دوسرا سبب آجاتا ہے لیکن ان تمام اسباب کو پیدا کرنے والا اللہ ہے وہ خود بخود پیدا نہیں ہو گئے۔ پھر خدائی علم کے مطابق ہر چیز میں اندازے ہیں اور ان کا ایک دوسرے پہ جو اثر ہوتا ہے اس کے متعلق اندازے ہیں۔ مثلاً اگر پانچ دس الائیوں کی یہ شکل بن جائے تو اس کا یہ نتیجہ نکلے گا اور اگر ذرا سی شکل بدل جائے تو اس کا یہ نتیجہ نکلے گا ہوا کے اور فضاء کے جو DEPRESSION (ڈپریشن) ہیں ان کے ذرا ذرا سے فرق کے ساتھ ان کے مختلف نتیجے نکلتے ہیں اور ہواؤں کے راستے

متعین ہوتے ہیں اور ہوا کے اندر تیزی پیدا ہوتی ہے اور وہی چیز جو بادلوں کو لانے کا سبب ہے وہ بعض دفعہ اتنی شدت اختیار کر جاتی ہے کہ ڈیڑھ سو میل فی گھنٹہ کی رفتار سے ہوائیں چلنے لگتی ہیں اور وہ مکانوں کو بھی اڑا کر لے جاتی ہیں۔ پس خدا تعالیٰ کو نظروں سے اوجھل نہ ہونے دینے کے لئے اور مسلمان کے دل میں توحید خالص کو پیدا کرنے کے لئے یہ تقدیر کا مسئلہ ہے اور اس کے معنی یہ ہیں کہ وہ آخری علت جس سے کہ آگے سب کچھ چلا وہ اللہ تعالیٰ کی ذات ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے :-

بَدِيعُ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ (۲ : ۱۱۵)

کہ خدا تعالیٰ نے ان آسمانوں اور زمین کو پہلے کسی نمونے کے بغیر پیدا کر دیا ہے

وَإِذَا قَضٰٓى أَمْرًا فَإِنَّمَا يَقُولُ لَهُ كُنْ فَيَكُونُ (۲ : ۱۱۸)

کہ جب وہ اپنے منصوبہ اور منشاء اور ارادہ کے مطابق عدم سے کوئی چیز وجود میں لانا چاہتا ہے تو کُنْ کہتا ہے اور وہ ہو جاتی ہے۔ اور دوسری جگہ فرمایا :-

وَخَلَقَ كُلَّ شَيْءٍ فَقَدَّرَهُ تَقْدِيرًا

کُنْ کہنے کی شکل قرآن کریم نے یہ بتائی ہے کہ اس نے سات زمانوں میں آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا فِي سِتَّةِ أَيَّامٍ۔ پس کُنْ کا یہ مطلب نہیں ہے کہ خدا تعالیٰ نے اسباب نہیں بنائے اور ان کے بغیر ہی انہیں پیدا کیا بلکہ اس دنیا میں جس میں ہم رہتے ہیں یا مجھے کہنا چاہیئے کہ اس عالمین میں اور اس یونیورس (UNIVERSE) میں جس کا انسان کے ساتھ تعلق ہے اس میں پیدا ہونا اور پھیلنا اور نشو و نما پانا اسباب کے ساتھ تعلق رکھتا ہے۔ جہاں تک اللہ تعالیٰ کی ذات کا تعلق ہے یہ درست ہے کہ اس نے کُنْ کہا اور سارے انتظام ہونے لگے۔ اور جہاں تک آخر میں انسان کا تعلق ہے (یہ سارے عالمین خدا تعالیٰ نے انسان کے لئے پیدا کئے ہیں۔

سَخَّرَ لَكُمْ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا مِنْهُ (۴۵ : ۱۴) ہمارے لئے وہی چیز اِن گنت اسباب کے نتیجہ میں پیدا ہوئی۔ مثلاً ہمارے لئے ستاروں کی روشنی پیدا کی۔ وہ بھی ہماری فصلوں پر اثر انداز ہوتی ہے اور بعض ستاروں کی روشنی کئی کھرب روشنی کے سالوں کے بعد زمین پر پہنچی ہے لیکن یہ نہیں کہہ سکتے کہ کُنْ نہیں تھا بلکہ اُس وقت کُنْ ہو گیا تھا کہ تم نے روشنی پہنچانی ہے۔ پھر

ہر چیز میں اندازہ مقرر ہے

مثلاً خدا نے یہ اندازہ رکھا ہے کہ روشنی ایک منٹ میں اتنا سفر طے کرے گی فَقَدَّرَهُ تَقْدِيرًا۔ سارے قوانینِ قدرت کے ساتھ خدا تعالیٰ نے اپنی تقدیر کو باندھ دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

قَضٰى رَبُّكَ أَلَّا تَعْبُدُوٓا إِلَّآ إِيَّاهُ (بنی اسرائیل آیت ۲۴)

یہ قضاء ہے اور یہ الٰہی تقدیر ہے کہ اس نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ انسان سوائے خدا کے اور کسی کی پرستش نہ کرے۔ نیز دوسری جگہ فرمایا کہ :-

مَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ (الذاریات آیت ۵۷)

یعنی جن و انس کو وہ روحانی قوتیں اور استعدادیں عطا کی گئی ہیں کہ وہ اپنے رب کی پرستش کرکے اس کے انتہائی قرب کو حاصل کر سکتے ہیں یہ ہے قضاء و قدر۔ یہ خدا کی تقدیر اور اس کا اندازہ ہے یعنی انسان کی فطرت میں اور اس کی تہہ میں اس نے اپنے اندازے کے مطابق یہ رکھا اور یہ چیز پیدا کی۔ کہ وہ خدا تعالیٰ کے قرب کو حاصل کرکے اس کا عبد بن سکتا ہے۔ اس کا فرمانبردار بندہ بن سکتا ہے اور اس کا مطیع بن سکتا ہے اس کی فطرت میں یہ "اندازہ" ہے۔ لیکن اس کے ساتھ ہی اس نے شیطان کو یہ کہہ دیا ہے کہ جن پر تیرا بس چلے انہیں فریب دے لیکن جو میرے بندے ہیں ان کے اوپر تیرا کوئی غلبہ نہیں ہوگا۔ تو یہ قضاء ہے۔ یہ تقدیر ہے کہ انسان خدا کا بندہ بنے۔ لیکن اس تقدیر نے شیطان کو بھی یہ مہلت دے دی کہ وہ بعض لوگوں کو بہکانے کے قابل ہو جائے۔

پس تقدیر کے معنی ہیں ایک تو یہ کہ علت العلل یعنی تمام سامانوں اور

تمام اسباب کا پیدا کرنے والا

اللہ ہی ہے۔ اور دوسرے یہ کہ اس نے اپنے قوانین میں اور اندازے میں جنہیں ہم قوانینِ قدرت کہتے ہیں ہر چیز کو لپیٹا ہوا ہے اور محیط کیا ہوا ہے۔ ہر چیز جو اللہ تعالیٰ نے پیدا کی ہے اس نے ایک اندازے کے مطابق اس میں اپنی صفت کے جلوے رکھے ہیں یعنی اس کو اس طرح پیدا کیا ہے کہ وہ اس حد تک جا سکتی ہے اس سے آگے نہیں جا سکتی۔

تو جس تقدیر کو اسلام ہمارے سامنے پیش کرتا ہے وہ یہ ہے کہ اللہ ایک اور خالقِ کُل ہے۔ لیکن اس یونیورس میں، اس عالمین میں اور اس کائنات میں، ہماری زندگی میں یہ نہیں ہوتا کہ ہمیں بھوک لگے اور آسمان سے خدا کی آواز آئے اور پیٹ بھر جائے نہیں بلکہ اس نے سامان پیدا کئے ہیں اور اس دنیا میں تدریج کا قانون رائج کیا ہے۔ ہر چیز تدریج کے ساتھ ہوتی ہے اور پھر ہر چیز کے ساتھ اندازے ہیں۔ فَقَدَّرَهُ تَقْدِيرًا۔ تدریج ایک بنیادی اصول ہے لیکن اس میں بھی اندازے ہیں۔ مثلاً ایک بکٹیریا ہے اس کی زندگی کا تسلسل چند سیکنڈ میں ختم ہو جاتا ہے اس میں جوانی آتی ہے۔ پھر وہ آگے بے تحاشا اپنی نسل چھوڑتا ہے اور پھر ختم ہو جاتا ہے اور ایک گھوڑے کی زندگی ہے اس میں بھی ایک تدریج ہے۔ گھوڑی کے حمل کا اپنا زمانہ ہے جو کہ دوسری قسم کی مادہ سے مختلف ہے۔ پھر بچہ پیدا ہوتا ہے۔ پھر وہ جوان ہوتا ہے۔ پھر بوڑھا ہوتا ہے اور عام طور پر عرب گھوڑوں کے علاوہ جو دوسری نسلیں ہیں ان کی عمریں ۲۲۔ ۲۳ سال سے زیادہ نہیں ہوتیں اس کے مقابلہ میں ڈاکٹر یہ کہتے ہیں کہ انسان کی اوسط عمر بحیثیت انسان گھوڑے کی عمر سے ۳ گنا زیادہ ہے۔ وَاللّٰهُ أَعْلَمُ۔ صحیح اندازے تو اللہ تعالیٰ کو ہی پتہ ہیں۔ نیز ڈاکٹر کہتے ہیں کہ گھوڑے کی اوسط عمر کتے کی عمر سے ۳ گنے زیادہ ہے واللہ اعلم بالصواب لیکن یہ حقیقت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کے اندازے پیدا کئے ہیں۔ یہ نہیں کہ کتا یہ کہے کہ میں دو سو سال زندہ رہوں۔ یہ تقدیر الٰہی کے خلاف ہے یعنی اس نے کتے کی زندگی کے جو اندازے مقرر کئے ہیں یہ اس کے خلاف ہے۔ اس لئے یہ نہیں ہو سکتا۔ لیکن اگر حالات درست ہوں تو کتا خدا تعالیٰ کے مقرر کردہ اندازے اور تقدیر کے مطابق اپنی عام زندگی گذار سکتا ہے پس

ہماری نشو و نما تدریجی ہے

اور اندازوں کے مطابق ہے۔ مثلاً اگر آپ دُنبے کو صحیح مقدار میں صحیح قسم کا کھانا دیں تو ایک خاص نسل کے دنبے کا وزن ۴۰ سیر یا ۴۵ - ۵۰ سیر ہو جائے گا۔ یہ اللہ تعالیٰ کا مقرر کردہ اندازہ ہے کہ اگر اس کو اتنا ملے گا تو اس کا وزن اتنا ہو جائے گا۔ گویا اس کے جسم کی نشو و نما کی طاقتوں اور کھانے کی قسموں کو تقدیر نے باندھ دیا ہے۔ اور اگر اتنا نہیں ملے گا تو تقدیر کہتی ہے کہ اس کا وزن ۱۰ - ۱۵ سیر سے زیادہ نہیں ہوگا۔ ہم نے اپنی زندگیوں میں خود اس کا تجربہ کیا ہے۔

پس تقدیر کا اور قضاء و قدر کا جو غلط تصور دنیا کے ذہن میں ہے اسلام وہ نہیں پیش کرتا۔ اسلام یہ کہتا ہے کہ یہ اسباب کی دنیا ہے اور یہ علل کی دنیا ہے۔ لیکن وہ لوگ جو صرف اسباب کی طرف ہی متوجہ ہو جاتے ہیں اور انہی کو سب کچھ سمجھ بیٹھتے ہیں اور شرک کرتے اور اسباب پر اتنا بھروسہ کرتے ہیں جتنا کہ ان کو اپنے خدا پر کرنا چاہیئے وہ غلطی کرتے ہیں۔ سارے اسباب اپنی جگہ درست ہیں

انسان کی خداداد طاقتیں

اور استعدادیں اپنی جگہ درست ہیں لیکن خدا تعالیٰ کو نہیں چھوڑنا اس کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوڑنا چاہیئے۔ پس ایک مسلمان کو توحید پر قائم کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے قرآنی شریعت میں اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی اور آپ کے اسوہ میں یہ سبق دیا ہے کہ قضاء و قدر سے کوئی چیز باہر نہیں ہے یعنی تمام اسباب کا پیدا کرنے والا اور تمام علل کا پیدا کرنے والا بھی ہمارا خدا ہے۔ روٹی بھوک دُور نہیں کرتی اور نہ ہمیں طاقت دیتی ہے بلکہ خدا بھوک دُور کرتا ہے اسی واسطے قرآن کریم بہت سے مقامات پر درمیانی واسطوں اور اسباب کا ذکر چھوڑ دیتا ہے اور اس پیدائش عالمین کی جو اصل حقیقت ہے وہ بیان کر جاتا ہے لیکن قرآن کریم کو سمجھنے کے لئے اور قرآن کریم کی کسی آیت کی تفسیر پوری طرح سمجھنے کے لئے قرآن کریم پر ہی غور کرنا پڑے گا۔ قرآن کریم خود اپنا مفسّر ہے۔ وہ دوسری جگہ بتائے گا کہ جہاں پر درمیانی واسطوں کا ذکر نہیں ہے۔ وہاں خرابی پیدا کرنا مقصود نہیں بلکہ ایک نہایت انفرادی زندگی اور ایک

نہایت حسین اجتماعی معاشرہ

پیدا کرنا مقصود ہے وہ انفرادی زندگی اور وہ اجتماعی معاشرہ جس کا ایک پختہ اور پکا اور صحیح اور حقیقی تعلق اپنے پیدا کرنے والے رب کے ساتھ ہو۔ اس لئے خدا تعالیٰ بہت سے مقامات پر درمیانی واسطوں کا ذکر چھوڑ دیتا ہے۔ اور ہمیں بتاتا ہے کہ اللہ ہی اللہ ہے جیسے کہ ہم کہتے ہیں اور حقیقت یہی ہے کہ اللہ ہی اللہ۔ باقی اس نے اسباب بھی پیدا کئے ہیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ گھر سے تو کچھ نہ لائے۔ اور یہی حقیقت ہے۔

آج کے خطبہ میں کچھ اصطلاحیں بچوں کے لئے نسبتاً ثقیل ہوں گی اس لئے میں بچوں کی زبان میں اسے پھر دہرا دیتا ہوں۔ اللہ ایک ایسی عظیم ہستی ہے کہ جو اپنی ذات میں اور اس کے اندر جو طاقتیں ہیں ان میں بے نظیر اور بے مثل ہے۔ اور سب کچھ اسی نے پیدا کیا ہے۔ اور جو کچھ اس نے پیدا کیا ہے اس میں اس نے اپنی منشاء کے مطابق آہستہ آہستہ بڑھنے کے اصول کو مقرر کیا ہے۔ اے بچو! تم بچے ہو اور اکثر سکولوں میں پڑھ رہے ہو۔ پہلے تم پہلی جماعت میں جاتے ہو پھر دوسری میں پھر تیسری میں۔ اور دسویں جماعت تک پہنچنے کے لئے تمہیں دس درجوں میں سے گزرنا پڑتا ہے۔ یہ اصول کہ ایک قدم کے بعد دوسرا قدم اٹھتا ہے یہ تمہاری

ترقی کا ذریعہ بنتا ہے

یہ اصول ہمارے رب نے پیدا کیا ہے اور اس میں بہت سی حکمتیں ہیں اس میں اصل حکمت یہ ہے کہ انسان اپنی مرضی سے لیکن اس دائرہ اختیار میں کہ جو خدا نے ہمیں دیا ہے اپنے خدا کی طرف رجوع کرکے اس کے بے انتہا پیار کو حاصل کرے اور جس کو ہم قضاء و قدر کہتے ہیں اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ نے ہمارے پیدا کرنے والے محبوب اور پیارے رب نے بہت ساری چیزیں بنائی ہیں جو کہ ایک میں سے دوسری نکلتی ہے جس طرح کہ گٹھلی میں سے درخت نکل آتا ہے اور درخت میں سے بہت ساری گٹھلیاں نکل آتی ہیں اور خدا تعالیٰ نے یہ انتظام کیا ہوا ہے کہ ایک سکول ماسٹر میں سے وہ بچے نکل آتے ہیں جو سکول میں پڑھ رہے ہوتے ہیں۔ اور ان بچوں میں سے وہ استاد بن جاتے ہیں کہ جو سکول میں پڑھانے لگ جاتے ہیں۔ یہ ایک چکر چلایا ہوا ہے لیکن چلایا اللہ نے ہے یہ سب سامان ہیں۔ خدا نے چھوٹے سامان بھی پیدا کئے ہیں اور بڑے سامان بھی پیدا کئے ہیں۔ خدا نے ایسے سامان بھی پیدا کئے ہیں جو تھوڑی دیر کے لئے انسان کی ضرورت کو پورا کرتے ہیں مثلاً دو چھٹانک آٹا جو کہ میں ایک کھانے میں کھاتا ہوں۔ اس نے میری ایک بھوک ماری اور خدا تعالیٰ نے گندم کے اُگانے کا بھی سامان کیا ہے جو کہ بہت لمبا عرصہ چلتا ہے پس خدا تعالیٰ نے چھوٹے سامان بھی پیدا کئے اور بڑے سامان بھی پیدا کئے، تھوڑے وقت کے لئے کام کرنے والے بھی سامان بھی پیدا کئے اور ہزاروں لاکھوں سال تک کام کرنے والے سامان بھی پیدا کئے۔

کم اثر رکھنے والے سامان

بھی پیدا کئے اور بہت بڑا اثر رکھنے والے سامان بھی پیدا کئے جن کے ذریعہ بڑی قومیں بڑی طاقتور ہو گئیں۔ لیکن ہمیں اس نے یہ کہا کہ میں نے جو سامان پیدا کئے ہیں ان کی پرستش نہ کرنا اور ان کو خدا نہ سمجھ لینا بلکہ مجھے سمجھنے کی کوشش کرنا اور میری طرف رجوع کرنے کے لئے مجاہدہ کرنا۔ پھر میں تمہیں ایسی جنتیں دوں گا کہ میرے پیار کے جو پھل ہیں ان کے مقابلہ میں دنیا کی کوئی لذت، اور کوئی شیرینی نہیں رکھی جا سکے گی۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو توحید خالص پر قائم ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔

جیسا کہ میں نے بتایا ہے یہ قضاء و قدر کے متعلق میرا

ابتدائی سبق یا درس

ہے۔ اس کے بعد ذہن میں تین اور چیزیں ہیں ایک تو یہ کہ پھر دعا کا کیا مطلب۔ دوسرے پھر عمل پر اجر اور ثواب کا کیا مطلب۔ تیسرے یہ کہ پھر محنت کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ جو اللہ دی مرضی ہوئی ہو جائے گا۔ آرام نال سوئے رہو چادر تان کے۔ اسلام یہ نہیں کہتا۔ قضاء و قدر کا جو مسئلہ ہے وہ نہ ہمیں کاہل اور سست کرتا ہے اور نہ وہ ہمیں باندھ کر یہ کہتا ہے کہ ہم مجبور ہیں ہم کیا کریں۔ بچہ شرارتیں کرتا رہے اور سکول میں پڑھے ہی نہ اور کہے کہ میں تو مجبور ہوں بس اللہ کی تقدیر۔ یہ درست نہیں۔ اور نہ یہ کہ پھر دعا کا کیا فائدہ جو ہونا ہے وہ تو دعا کے بغیر بھی ہو جائے گا۔ تو ان پہلوؤں کے متعلق میں انشاء اللہ تفصیل کے ساتھ مثالیں دے کر بعد میں بیان کروں گا۔ میں اللہ تعالیٰ سے امید رکھتا ہوں کہ وہ مجھے اس مسئلہ کو حل کرنے کی توفیق دے گا۔"

(الفضل مورخہ ۴ مئی ۱۹۷۶ء)

انسائیکلوپیڈیا امیریکانہ میں جماعت احمدیہ کا ذکر

(ترجمہ از مکرم ملک صلاح الدین صاحب ایم اے قادیان)

جماعت احمدیہ ماریشس کی طرف سے جاری شدہ اخبار LE MESSAGE بابت اکتوبر نومبر ۱۹۷۵ء میں "انسائیکلوپیڈیا امیریکانہ" جلد ۱۹ سے دو اقتباسات نقل کئے گئے ہیں جن میں احمدیت کا ذکر ہے۔ ان کا ترجمہ ذیل میں درج کیا جاتا ہے:-

(۱) "اسلام کی ایک اور تبلیغی شاخ۔ ایسی شاخ جو کہ اپنے اصل سے قریب تر رہی ہے، تحریک احمدیت ہے۔ جس کی بنیاد (حضرت) مرزا غلام احمد (علیہ السلام) کے ذریعہ ۱۸۷۹ء کے قریب رکھی گئی تھی۔ آپ پنجاب کے ایک چھوٹے قصبہ نام قادیان کے رہنے والے تھے اور اس تحریک کی بڑی طاقت مغربی پاکستان میں قائم ہے۔ اگرچہ یورپ، ریاستہائے متحدہ (امریکہ)، جنوب مشرقی ایشیا اور مغربی افریقہ کے بہت سے بڑے بڑے شہروں میں (اس تحریک کے) افراد سرگرم تبلیغی مراکز قائم کر رکھے ہیں۔ ان میں سے اکثر مقامات پر احمدیہ مراکز بااقتدار اور بالعموم واحد مسلم مشنز ہیں۔"

(صفحہ ۲۳۰، زیر عنوان MISSIONARY MOVEMENT)

(۲) "احمدیہ — جدید زمانہ کے تقاضوں پر پورا اترنے والا اصلاح کرنے والا ایک اور فرقہ "احمدیہ" ہے۔ جو ریاستہائے متحدہ (امریکہ) نیز برطانیہ میں تبلیغی مراکز بھی قائم کئے ہوئے ہے۔ (حضرت) مرزا غلام احمد (علیہ السلام) کے نام پر وہ موسوم ہے جو ۱۹۰۸ء میں فوت ہوئے تھے اور پنجاب میں قادیان (کی بستی) کے رہنے والے تھے۔ (حضرت) احمدؑ نے ۱۸۷۹ء میں تبلیغ کا کام شروع کیا تھا۔ آپ نے بتایا تھا کہ (حضرت) مسیح (علیہ السلام) کو جب صلیب سے اتار لیا تھا تو ابھی آپ زندہ تھے۔ اور بالآخر آپ شمالی ہند میں تشریف لے گئے۔ جہاں آپ نے (اپنی زندگی کے) آخری ایام بسر کئے۔ (حضرت) احمدؑ اپنے تئیں ایسا وجود جانتے تھے جس میں عیسائیوں کے منتظر مسیح اور مسلمانوں کے مہدی موعود کا دُہرا مشن یکجائی طور پر موجود تھا۔ آپ نے "جہاد" کی یہ تشریح بیان فرمائی کہ یہ نام ہے راستی اور دینداری کے لئے جدوجہد کرنے کا، ایسی کوشش کا جس میں اسلحہ جسمانی کی بجائے روحانی ہوتا ہے۔"

(صفحہ ۵۰۰ زیر عنوان MUSLIM SECTS)

درخواست ہائے دعا

(۱) محمد یوسف الدین صاحب منصور آف محبوب نگر نے اپنا نیا کاروبار شروع کیا ہے تمام احباب جماعت کی خدمت میں ان کے کاروبار میں ترقی کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

ناظر بیت المال آمد قادیان

(۲) مکرم عبد المجید صاحب مضطر ایک ہفتہ سے بیمار ہیں اور قصبہ شوپیاں کے ہسپتال میں زیر علاج ہیں۔ درویشان کرام اور جملہ احباب جماعت سے درخواست ہے کہ ان کی صحت یابی کے لئے دعا کریں۔ مضطر صاحب جماعت کے ایک مخلص نوجوان ہیں اور دینی کاموں میں ہر وقت پیش پیش رہتے ہیں۔ خاکسار: ظہور احمد خاں۔ شوپیاں (کشمیر)

(۳) خاکسار کے چھوٹے بھائی سید انوار الدین نے امسال میٹرک کا امتحان دیا ہے۔ تمام احباب جماعت سے ان کی نمایاں کامیابی کے لئے دعا کی درخواست ہے۔ خاکسار: سید صباح الدین متعلم مدرسہ احمدیہ قادیان

خلافت علیٰ منہاجِ النبوۃ کے متعلق

حضرت رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیاں!

از مکرم مولوی عبدالحق صاحب فضل مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ

مکرم مولوی عبدالحق صاحب فضلؔ نے یہ مضمون "خلافت نمبر" کے لئے تحریر کیا تھا۔ لیکن تاخیر سے موصول ہونے کی وجہ سے اس اشاعت میں شائع کیا جا رہا ہے ——— ایڈیٹر بدر

جماعتِ احمدیہ کو دورِ حاضر میں یہ پُر عظمت امتیاز بھی حاصل ہے کہ اس کا نظام قرآن کریم کی آیتِ استخلاف پر قائم ہے۔ جماعتِ احمدیہ کے علاوہ رُوئے زمین پر پائے جانے والے جس قدر بھی اسلامی فرقے موجود ہیں، وہ خواہش اور تڑپ بھی رکھتے ہیں کہ ان میں نظام خلافت قائم ہو اور اس کے لئے آئے دن کوشش بھی کرتے رہتے ہیں۔ لیکن خلیفے چونکہ خدا بنایا کرتا ہے (لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ) اس لئے وہ سب کے سب نظام خلافت سے یکسر محروم و بے نصیب ہیں۔ بعض فرقوں میں مذہبی لیڈر اور امیر بھی موجود ہیں لیکن ان سب میں سے کوئی فرقہ بھی یہ دعویٰ نہیں کر سکتا کہ اس کا نظام آیتِ استخلاف کے مطابق ہے دلائل کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔!

اہلِ تشیع کا یہ عقیدہ ہے کہ بغیر امام کے کوئی زمانہ نہیں ہوتا۔ مگر آج ان کا بھی کوئی امام حاضر موجود نہیں ہے۔ اس لئے انہوں نے یہ عقیدہ بنا رکھا ہے کہ اس زمانہ کے امام مہدی ہی امام ہیں جو سینکڑوں سال سے بقول ان کے ایک غار میں پوشیدہ ہیں لہٰذا وہ "امام غائب" کو دورِ حاضر کا امام مانتے ہیں ——— پس دورِ حاضر میں صرف جماعتِ احمدیہ کو ہی یہ خصوصیت حاصل ہے کہ اس کا نظام آیتِ استخلاف کے مصداق ہونے کا مدعی بھی ہے اور اس کی تائید میں ناقابلِ تردید دلائل بھی اپنے ساتھ رکھتا ہے۔

مقام خلافت کی عظمت

مقام خلافت کی عظمت، قرآن کریم کی آیتِ استخلاف سے ثابت ہے۔ خلافت کے بعد مجددیت کا مقام ہے۔ اس لئے "مجددین" کی پیشگوئی قرآن کریم میں نہیں ہے بلکہ حدیث میں ہے خلافت دراصل نبوت کا تتمہ ہوتی ہے اور نبوت کے بعد سب سے بڑا مقام خلافت ہی کو حاصل ہے۔ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پیشگوئی کرتے ہوئے فرماتے ہیں:-

"تَكُونُ النُّبُوَّةُ فِيكُمْ مَا شَاءَ اللهُ أَنْ تَكُونَ ثُمَّ يَرْفَعُهَا اللهُ تَعَالَى ثُمَّ تَكُونُ خِلَافَةٌ عَلَى مِنْهَاجِ النُّبُوَّةِ۔" (مشکوٰۃ)

یعنی میری نبوت تم میں رہے گی جب تک اللہ تعالیٰ چاہے گا۔ پھر وہ اُسے اُٹھا لے گا پھر خلافت علیٰ منہاج النبوۃ قائم ہوگی۔

ایک دوسرے مقام پر رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم خلافت کی عظمت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:-

"مَا كَانَتْ نُبُوَّةٌ قَطُّ إِلَّا تَبِعَتْهَا خِلَافَةٌ" (کنز العمال)

کہ ہر نبوت کے بعد دورِ خلافت ضروری ہے کبھی ایسا نہیں ہوا کہ نبوت قائم ہو مگر اس کے بعد خلافت کا سلسلہ نہ چلا ہو۔ یہ دونوں لازم و ملزوم ہیں۔

ایک تیسرے مقام پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی سُنّت کے ساتھ خلفاء راشدین کی سُنّت کے تمسک کا حکم دیا ہے۔ فرمایا:-

"عَلَيْكُمْ بِسُنَّتِي وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِينَ الْمَهْدِيِّينَ تَمَسَّكُوا بِهَا وَعَضُّوا عَلَيْهَا بِالنَّوَاجِذِ۔"

کہ میری سنّت اور خلفاء راشدین کی سنّت کو لازم پکڑو۔ پوری طرح اس کی اتباع کرو اور پختہ طور پر اس پر قائم ہو جاؤ۔

حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس تاکیدی حکم کی روشنی میں جب ہم اسلامی تاریخ پر نگاہ ڈالتے ہیں تو یہ حقیقت اظہر من الشمس ہو کر سامنے آتی ہے کہ وہی لوگ کامیاب و کامران ہوئے جو خلافتِ راشدہ کے ساتھ وابستہ رہے۔ اور معاندینِ خلافت ہمیشہ ناکام و نامراد رہے

پیشگوئیاں

خلافت علیٰ منہاج النبوۃ یا خلافت راشدہ کے متعلق پہلی نہایت وسیع اور عظیم الشان پیشگوئی تو قرآنی الفاظ "لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ" میں موجود ہے۔ لام تاکید اور نون ثقیلہ کے ذریعہ سے بتا دیا گیا کہ مستقبل کے لئے اللہ تعالیٰ کا یقینی وعدہ ہے اور اس وعدہ کو بہت بڑی عظمت حاصل ہے۔ کہ خدا تعالیٰ اُمت محمدیہ میں بھی خلافت راشدہ کو جاری فرمائے گا۔ چنانچہ واقعۃً بھی ایسا ہی ظہور میں آیا اور حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے ساتھ ہی پہلے خلیفہ حضرت ابوبکرؓ قرار پائے اور اس طرح یہ پیشگوئی بڑی عظمت کے ساتھ پوری ہوئی۔ تمام سُنّی فرقے اس بات پر متفق ہیں کہ خلفاء راشدین کی خلافت آیتِ استخلاف کی مصداق ہے۔ اور شیعہ فرقے بھی قائل ہیں۔ مگر وہ خلیفہ بلافصل حضرت علیؓ کو یقین کرتے ہیں۔

خلافت راشدہ کاملہ کے دورِ اوّل کی میعاد کے متعلق بھی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی موجود ہے۔ حضور صلعم فرماتے ہیں

"اَلْخِلَافَةُ ثَلَاثُوْنَ سَنَةً" (مشکوٰۃ)

یعنی خلافت کا دور تیس سال ہوگا۔ چنانچہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی وفات پر جب خلافت راشدہ کا اختتام ہو گیا تو یہ پیشگوئی بھی پوری ہوگئی۔

حدیث مجددیت

جب تک اللہ تعالیٰ کا نبی موجود ہوتا ہے وہ خلیفۃ اللہ ہوتا ہے۔ کیونکہ اس کا انتخاب اللہ تعالیٰ کی وحی سے ہوتا ہے۔ مومنین کی رائے کا اس سے کوئی تعلق نہیں ہوتا لیکن خلیفۃ الرسول کو بھی جیسا کہ بتایا گیا ہے، اللہ تعالیٰ کی مشیّت ہی منتخب کرتی ہے۔ مگر اعزازی طور پر مومنین کی رائے کو بھی اس میں شامل کر لیا جاتا ہے اور جب خلافت راشدہ یا خلافت علیٰ منہاج النبوۃ کا سلسلہ ختم ہو جاتا ہے تو مجددیت کا اجراء ہو جاتا ہے۔ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر حدیث قرآن کی کسی نہ کسی آیت کی تشریح ہے۔ لہٰذا خلافت راشدہ کا دور ختم ہونے کے ساتھ ہی مجددیت کا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے۔ چنانچہ آیت استخلاف کی تشریح میں حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک حدیث موجود ہے۔ حضورؐ فرماتے ہیں:-

"إِنَّ اللهَ يَبْعَثُ لِهٰذِهِ الْأُمَّةِ عَلٰى رَأْسِ كُلِّ مِائَةِ سَنَةٍ مَنْ يُّجَدِّدُ لَهَا دِيْنَهَا۔" رواہ ابوداؤد (مشکوٰۃ)

اللہ تعالیٰ اس اُمت کے لئے ہر سو سال کے بعد ایسے وجود قائم کرتا رہے گا۔ جو دین کی تجدید فرماتے رہیں گے۔

یاد رکھنا چاہیئے کہ ہر صدی کے سر پر آنے والے مجدد کے متعلق حدیث اہل سنّت اور اہل تشیع کے ہاں مسلّم ہے۔ سنّیوں کے ہاں وہ صحاح ستّہ میں سے ابوداؤد میں مروی ہے۔ اور شیعوں کے ہاں وہ صحاح اربعہ میں سے فروع کافی جلد ۲ صفحہ ۱۹۲ پر درج ہے۔ لیکن ہر دو فرقوں میں صدیوں کے مجددین کے ناموں کی تعیین میں سخت اختلاف ہے۔ اور شیعہ سُنّی کا یہ اختلاف خلافت راشدہ جیسا بھی ہے اس سے یہ بات ثابت ہوگئی کہ شیعہ سُنّی دونوں گروہوں کے نزدیک حدیثِ مجددیت بطور پیشگوئی پوری ہوتی رہی ہے

خلاصہ کلام یہ کہ اُمت کی اصلاح کا انتظام اور تجدید دین کی کارروائی اجتماعی رنگ میں بھی ہوتی ہے اور انفرادی رنگ میں بھی۔ اجتماعی رنگ میں تجدید دین کا وہ وقت ہوتا ہے جب خلافت علیٰ منہاج النبوۃ کا باقاعدہ سلسلہ جاری ہوتا ہے اور ان کی سنّت اُمت کے لئے سنّت نبویہ کے ساتھ ساتھ قابل تقلید اسوہ ہوتی ہے۔ سب مسلمان ایک ہاتھ پر جمع ہوتے ہیں۔ اور مالی و جانی قربانیاں کرتے ہوئے خلیفۂ وقت کی آواز پر لبیک کہہ رہے ہوتے ہیں۔ نبوت کے بعد یہ دَور بھرپور سعادت کا دَور ہوتا ہے۔ انفرادی تجدید دین کا وقت اس وقت شروع ہوتا ہے جب بدقسمتی سے جماعت مسلمین نعمتِ خلافت سے محروم ہو جائے۔ تو اللہ تعالیٰ اصلاح اُمت کے لئے انفرادی مجددین کے طریق کو جاری فرماتا ہے۔ جیسا کہ ابوداؤد کی مذکورہ بالا روایت میں بیان ہوا ہے حضرت المصلح الموعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

"خلیفہ تو خود مجدد سے بڑا ہوتا ہے اور اس کا کام ہی احکام شریعت کو نافذ کرنا اور دین کو قائم کرنا ہوتا ہے۔ پھر اس کی موجودگی میں مجدد کس طرح آسکتا ہے۔ مجدد تو اسی وقت آیا کرتا ہے جب دین میں بگاڑ پیدا ہو جائے۔"

(الفضل ۸ اپریل ۱۹۲۹ء)

اس مقام پر یاد رکھنا چاہیئے کہ تجدید کی شئی کا مفہوم دو طرح سے لیا گیا۔ اوّل جو چیز معدوم یا کالمعدوم ہو اُسے نیا وجود بخشا جائے۔ دوّم جو چیز خراب و خستہ حالت میں ہو اسے صاف ستھرا کر کے نئی کی طرح بنا دیا جائے۔ مؤخر الذکر مفہوم حدیث تجدید دین پر چسپاں ہوتا ہے اور مقدم الذکر مفہوم کے اعتبار سے جملہ انبیاء کرام "قیام حقائق" کے اعتبار سے مجدد ہیں اور اسی نقطۂ نظر سے سیّد الانبیاء حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سب سے بڑے مجدد ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں :-

"ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اظہار سچائی کے لئے ایک مجدد اعظم تھے جو گم گشتہ سچائی کو دوبارہ دنیا میں لائے۔ اس فخر میں ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کوئی بھی نبی شریک نہیں کہ آپ نے دنیا کو ایک تاریکی میں پایا۔ اور پھر آپ کے ظہور سے وہ تاریکی نور سے بدل گئی۔"

(لیکچر سیالکوٹ ص۶)

پس نبوت کے بعد خلافت علیٰ منہاج النبوۃ اور خلافت علیٰ منہاج النبوۃ کے بعد دورِ مجددیت کے متعلق حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی جس قدر پیشگوئیاں تھیں وہ سنّی و شیعہ حضرات کے نزدیک سب پوری ہوئیں اور مشاہدہ اس کی تصدیق کر رہا ہے۔

خلافت کے دَو دَور

حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے خلافت علیٰ منہاج النبوۃ یا خلافت راشدہ کے دَو ادوار کے متعلق بھی پیشگوئی فرمائی تھی جو من و عن پوری ہوگئی۔ حضور صلعم نے فرمایا :-

"تکون النبوۃ فیکم ما شاء اللّٰہ ان تکون ثم یرفعھا اللّٰہ تعالیٰ ثم تکون الخلافۃ علیٰ منھاج النبوۃ ما شاء اللّٰہ ان تکون ثم یرفعھا اللّٰہ تعالیٰ ثم تکون ملکًا عاضًا فتکون ما شاء اللّٰہ ان تکون ثم یرفعھا اللّٰہ تعالیٰ ثم تکون ملکًا جبریّۃ فیکون ما شاء اللّٰہ ان یکون ثم یرفعھا اللّٰہ تعالیٰ ثم تکون خلافۃ علیٰ منھاج النبوۃ ثم سکت۔" (مشکوٰۃ)

کہ میری نبوت تم میں رہے گی جب تک اللہ تعالیٰ چاہے گا۔ پھر وہ اسے اٹھا لے گا۔ پھر خلافت علیٰ منہاج النبوۃ ہوگی جب تک خدا تعالیٰ کا منشا ہوگا۔ پھر وہ اسے بھی اُٹھا لے گا۔ پھر قبضہ کی بادشاہت رہے گی جب تک خدا تعالیٰ چاہے گا۔ پھر زبردستی حکومت ہوگی۔ پھر خدا اسے بھی اُٹھا لے گا۔ اس کے بعد پھر خلافت علیٰ منہاج نبوت ہوگی پھر حضور علیہ السلام خاموش ہو گئے۔"

اس حدیث نبوی سے عیاں ہے کہ خلافت راشدہ یا خلافت علیٰ منہاج النبوۃ کے دَو دور ہیں۔

اوّل۔ دورِ اوّل حضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے فوراً بعد بطور پیشگوئی پورا ہوگیا۔

دوم۔ اس آخری زمانہ میں امام مہدی اور مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ پیشگوئی کے مطابق خلافت راشدہ کا دوسرا دور شروع ہوا۔ چنانچہ شارحین حدیث نے مذکورہ بالا پیشگوئی کے آخری الفاظ "ثم تکون خلافۃ علیٰ منھاج النبوۃ" کے متعلق لکھا ہے کہ الظاھر ان المراد بہ زمن عیسیٰ والمھدی (مشکوٰۃ) اس سے مراد مسیح موعود اور مہدی معہود کا زمانہ ہے۔ پس غیر احمدی مسلمان بھی ہمارے ساتھ اس امر سے اتفاق کرتے ہیں کہ خلافت علیٰ منہاج النبوۃ کا دور ثانی مسیح و مہدی کے ذریعہ سے ہی جاری ہونے والا ہے فرق صرف یہ ہے کہ جماعت احمدیہ اس پر بالفعل قائم ہے اور آنحضرت صلعم کی پیشگوئی کی اپنے عمل سے تصدیق کر رہی ہے اور وہ لوگ محوِ انتظار ہیں۔

اس موقع پر یہ بات یاد رکھنے کے قابل ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام ایک پہلو سے نبی ہیں اور ایک پہلو سے امتی ہیں۔ اس طرح حضور کا وجود بھی خلافت علیٰ منہاج النبوت کے دورِ ثانی میں شامل ہوا۔ کیونکہ ایک پہلو سے آپ نبی اللہ ہونے کے اعتبار سے خلیفۃ اللہ ہیں اور دوسرے پہلو سے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے مطیع اور امتی ہونے کے لحاظ سے خلیفۃ الرسول بھی ہیں۔ اور یہ ایک ایسا مسئلہ ہے جس میں غیر احمدیوں کے تمام فرقے ہمارے ساتھ اتفاق کرتے ہیں۔ کیونکہ وہ لوگ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نبوت کے باوجود ان کے امتی ہونے کے قائل ہیں۔ پس ہمارا اختلاف صرف تعیین شخصیت میں ہے جو نہایت آسانی کے ساتھ وفات و حیاتِ مسیح کے مسئلہ کو حل کر لینے سے دُور ہو سکتا ہے ورنہ مقام مسیح موعود کے متعلق ہمارا کوئی اختلاف نہیں۔

مندرجہ بالا حدیث نبوی میں ایک نہایت لطیف اشارہ یہ پایا جاتا ہے کہ مسیح موعود کی خلافت علیٰ منہاج النبوۃ کے ذکر کے بعد حضور صلعم خاموش ہوگئے (ثم سکت) جس سے صاف ظاہر ہے کہ اس خلافت راشدہ کا دور تا قیامت جاری رہے گا اور اس کے قیام کے بعد اس کے اُٹھائے جانے کا سوال پیدا نہ ہوگا بلکہ قدرتِ ثانیہ کی یہ نعمت دائمی طور پر جماعت مسیح موعودؑ کو حاصل رہے گی۔ انشاء اللہ العزیز۔ قرآن مجید کی آیت وَّاٰخَرِیْنَ مِنْھُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِھِمْ میں بھی اسی طرف اشارہ ہے۔

حضرت سید اسمٰعیل شہیدؒ بھی تحریر فرماتے ہیں :-

"یہ بھی امر ظاہر ہے کہ حضرت مہدی علیہ السلام کی خلافت، خلافت راشدہ کے افضل انواع میں سے ہوگی - یعنی وہ خلافت منتظمہ محفوظہ ہوگی۔"

(منصب امامت ص۷۲)

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جماعت کو اپنی وفات کی خبر اور آئندہ نظام کی اطلاع دیتے ہوئے پوری وضاحت سے تحریر فرمایا کہ :-

"اے عزیزو! جبکہ قدیم سے سنت اللہ یہی ہے کہ خدا تعالیٰ دو قدرتیں دکھلاتا ہے تا مخالفوں کی دو جھوٹی خوشیوں کو پامال کر کے دکھلا دے۔ سو اب ممکن نہیں ہے کہ خدا تعالیٰ اپنی قدیم سنت کو ترک کر دیوے۔ اس لئے تم میری اس بات سے جو میں نے تمہارے پاس بیان کی غمگین مت ہو اور تمہارے دل پریشان نہ ہو جائیں کیونکہ تمہارے لئے دوسری قدرت کا بھی دیکھنا ضروری ہے اور اس کا آنا تمہارے لئے بہتر ہے کیونکہ وہ دائمی ہے جس کا سلسلہ قیامت تک منقطع نہیں ہوگا اور وہ دوسری قدرت نہیں آ سکتی جب تک میں نہ جاؤں لیکن جب میں جاؤں گا تو پھر خدا اس دوسری قدرت کو تمہارے لئے بھیج دے گا جو ہمیشہ تمہارے ساتھ رہے گی۔ جیسا کہ خدا کا براہین احمدیہ میں وعدہ ہے اور وہ وعدہ میری ذات کی نسبت نہیں بلکہ تمہاری نسبت وعدہ ہے جیسا کہ خدا فرماتا ہے کہ میں اس جماعت کو جو تیرے پیرو ہیں قیامت تک دوسروں پر غلبہ دوں گا سو ضرور ہے کہ تم پر میری جدائی کا دن آوے۔ تا بعد اس کے وہ دن آوے جو دائمی وعدہ کا دن ہے وہ ہمارا خدا وعدوں کا سچا اور وفادار اور صادق خدا ہے وہ سب کچھ تمہیں دکھلا دے گا جس کا اس نے وعدہ کیا ہے اگرچہ یہ دن دنیا کے آخری دن ہیں اور بہت بلائیں ہیں جن کے نزول کا وقت ہے۔ پر ضرور ہے کہ یہ دنیا قائم رہے جب تک وہ تمام باتیں پوری نہ ہو جائیں جن کی خدا نے خبر دی ہے۔"

(الوصیت ص۶)

دُعائے مغفرت

مکرم غلام حسین کرم علی صاحب (برادر نسبتی حضرت سیٹھ عبد اللہ الہ دین صاحب رضی اللہ عنہ سکندر آباد) کے داماد مکرم سید محمود احمد صاحب ابن مکرم سید اسمٰعیل صاحب جو والدین کے اکلوتے بیٹے تھے، ایک حادثہ سے اچانک وفات پا گئے ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

موصوف اپنے خاندان کے ساتھ "الہ دین بلڈنگ" کے قریب ایک باغ میں پکنک منانے گئے ہوئے تھے۔ مرحوم نے اپنے بعض عزیزوں سے کہا کہ سامنے کے درخت پر کون چڑھ سکتا ہے۔ سب نے انکار کیا۔ اس پر مرحوم نے کہا میں چڑھتا ہوں اور تیزی سے چالیس فٹ سیدھے درخت پر چڑھ گئے۔ لیکن ہاتھ چھوٹنے سے ایکدم نیچے آن گرے فوراً ہسپتال پہنچایا گیا۔ اگرچہ کوئی ہڈی نہیں ٹوٹی تھی اور ڈاکٹروں نے حالت خطرے سے باہر بتلائی تھی۔ لیکن مشیتِ ایزدی غالب آئی اور دوسری رات کو دو بجے اُن کی وفات ہوئی۔ ۴ مئی کو محترم ڈاکٹر حافظ صالح محمد الہ دین صاحب نے نماز جنازہ پڑھائی اور تدفین عمل میں آئی۔

احباب مرحوم کی مغفرت و بلندئ درجات اور غمزدہ بوڑھے والد اور سسرال اور بیوہ و بچگان کو صبر جمیل کی توفیق عطا ہونے کے لئے دُعا فرمائیں۔ مرحوم کا سب سے بڑا بیٹا اٹھارہ سال کا ہے جس پر اس خاندان کا سارا بوجھ پڑا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کا حافظ و ناصر ہو آمین۔

خاکسار

ملک صلاح الدین۔ وکیل المال تحریک جدید قادیان

خط و کتابت کے وقت خریداری نمبر کا حوالہ ضرور دیا کریں۔ (مینیجر بدر)

اذکروا موتاکم بالخیر

آہ! محترم برادرم عبد الغنی صاحب مرحوم

صدر جماعت احمدیہ بلگام (کرناٹک) وفات پا گئے!

از مکرم مولوی حکیم محمد الدین صاحب مدرس مدرسہ احمدیہ قادیان

افسوس کہ مکرم برادرم عبد الغنی صاحب صدر جماعت احمدیہ بلگام ایک لمبے عرصہ کی بیماری کے بعد مورخہ ۲۰ کو وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔

بلگام علاقہ کرناٹک کا ایک معروف ضلع ہے۔ پارٹیشن سے قبل یہ ضلع بمبئی پریذیڈنسی میں شامل تھا۔ اس جگہ مکرم کریم خان پنجابی مرحوم اور محترم حکیم محمد یونس صاحب مرحوم آف دینگورلہ ضلع رتناگیری دونوں کے زیر تبلیغ چند افراد تھے۔ جن میں سے مندرجہ ذیل افراد نے ۱۹۳۱ء کو بیعت کرکے سلسلہ عالیہ احمدیہ میں شمولیت اختیار کی۔

۱۔ مکرم عبد الرحمٰن صاحب قادیانی مرحوم زبان کے ذریعہ پورے کرناٹک میں احمدیت کا بہت چرچا ہوا۔ بہت با اثر وجود تھے۔ خاکسار بحیثیت مبلغ، انچارج بمبئی پریذیڈنسی اور علاقہ کرناٹک میں سالہا سال کام کرتا رہا ہے۔ خاکسار نے علاقہ کے طول و عرض میں ہر ذی علم باخبر فرد کی زبان سے خود سنا کہ اُسے جماعت احمدیہ کا تعارف مرحوم کے ذریعہ ہوا۔ اسے خدا مرحوم کو اپنی مغفرت کی چادر میں ڈھانپ لے اور اُنکی روح پر اپنی بیشمار رحمتیں نازل فرما۔ آمین۔ خاکسار کو مرحوم سے متعدد بار ملنے کا موقع ملا۔ ایک دفعہ ہمیں بلگام کی پولیس نے پنجابی لباس میں دیکھ کر شبہ میں پکڑ لیا۔ مرحوم کا نام لینے پر ہمیں فوراً چھوڑ دیا گیا۔ خاکسار نے بعد میں مرحوم سے اِس واقعہ کا ذکر کیا۔ اُنکو بہت رنج پہنچا اور پھر مرحوم نے ایسی موثر کارروائی فرمائی کہ بعد ازاں ہمیں بلگام میں کبھی کوئی دقت پیش نہیں آئی۔ فجزاہ اللّٰہ عنا احسن الجزاء۔

۲۔ مکرم محمد حسین صاحب داغ۔ یہ بلگام میں اُردو کے نامور شاعر اور ادیب تھے۔ خاکسار کو ان کی علالت کی حالت میں ان سے چند بار ملاقات کا موقعہ ملا۔ کچھ عرصہ بعد موصوف وفات پا گئے۔ اناللّٰہ وانا الیہ راجعون۔

۳۔ مکرم عبد الرزاق صاحب سنلیشوری۔ آریوں سے احمدی ہوتے اُنہوں نے فصیح و بلیغ مرہٹی زبان میں اسلامی اصول کی فلاسفی کا ترجمہ کیا تھا۔

۴۔ مکرم محمد لعل (محمد لعل صاحب) حضور۔ اِن سے بھی کئی بار ملاقات ہوتی رہی ہے۔

۵۔ مکرم بابو صاحب کوتوال (۶) مکرم مخدوم حسین صاحب حال مؤذن مسجد اقصیٰ قادیان۔ (۷) مکرم عبد الغنی صاحب مرحوم پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ بلگام (۸) مکرم امام صاحب بیلواڑی برتی مکرم مخدوم حسین صاحب (۹)۔ مکرم عبد الرزاق صاحب اتھنی۔

خاکسار کے بمبئی تقرر سے پہلے اِس علاقہ میں کسی مبلغ کو یہاں رہ کر کام کرنے کا موقعہ نہیں ملا۔ پارٹیشن کے بعد چونکہ کئی جماعتیں احباب جماعت کی ہجرت کی وجہ سے ویران ہو گئی تھیں۔ اور جہاں کہیں اکے دکے افراد باقی رہ گئے تھے۔ اُن کے بارہ میں کوئی واقف نہ تھا۔ ان حالات میں خاکسار نے خود سروے کرکے بعض جماعتوں کا پتہ چلایا تھا۔ اور پھر ہر فرد سے رابطہ قائم کرنے کی کوشش کی۔ مکرم عبد الغنی صاحب مرحوم سے ۱۹۴۸ء میں تعارف ہوا۔ اُس وقت مرحوم احمدیت سے پوری طرح واقف نہ تھے۔ گو بیعت کی ہوئی تھی۔ مگر جوں جوں خاکسار کو اُس علاقہ میں آنے جانے کا موقعہ ملتا گیا۔ مرحوم سے تعلقات بڑھتے گئے۔ مرحوم شادی شدہ تھے۔ مگر اولاد سے محروم تھے۔ مریم بی نامی ایک یتیم لڑکی ان کے زیر پرورش تھی۔ جس کو حقیقی دختر کی طرح میاں بیوی نے پالا تھا۔ اور تعلیم دلائی تھی۔ ان کی اہلیہ صاحبہ گرلز سکول میں معلمہ تھیں۔ اب ریٹائر ہو چکی ہیں۔ ان کی اہلیہ صاحبہ احمدیت سے ناآشنا تھیں۔ خاکسار نے ہر دورہ میں ان کو تبلیغ کی۔ مکرم عبد الغنی صاحب مرحوم اپنی اہلیہ صاحبہ کو احمدیت سے روشناس کرانے کے لئے اپنے گھر میں تبلیغی مجالس کا اہتمام کیا کرتے تھے۔ اور خاکسار کے ساتھ تبادلہ خیال کے لئے منعقد غیر احمدی وغیر مسلم احباب کو بلا بلا کر لایا کرتے تھے۔ ان سب کو تبلیغ کرانے کے علاوہ ان کا مقصد تھا کہ ان کی اہلیہ صاحبہ اور بچی دونوں کو احمدیت سے روشناسی حاصل ہو۔ اور دونوں پر احمدیت کی صداقت منکشف ہو جائے۔ چنانچہ ان کی اہلیہ صاحبہ نے بتایا کہ اُن پر صداقت مشتبہ ہے۔ کوئی ایسا طریق اُن کو بتایا جائے کہ اُنکو انشراح صدر حاصل ہو سکے۔ خاکسار نے اُنہیں استخارہ کی ترغیب دلائی۔ خدا تعالےٰ کے فضل سے انہیں کامیاب استخارہ کی توفیق ملی۔ خدا تعالےٰ نے خواب میں اُنکے تمام شبہات کو دور فرما دیا۔ اس کے معاً بعد موصوفہ نے بیعت کرکے جماعت میں شمولیت اختیار کی۔ اگرچہ کہ موصوفہ جب غیر احمدی تھیں اُس وقت بھی مہمانوں کی خدمت اُسی طرح کرتی تھیں جیسا کہ مخلص احمدی خواتین کا شعار ہے۔ مگر احمدیت نے سونے پر سہاگے کا کام دیا۔ مرحوم کو اپنی اہلیہ صاحبہ کی بیعت پر بہت خوشی ہوئی۔

اس کے بعد مرحوم نے اپنا گھر ہر آنے جانے والے سلسلہ کے کارکنوں اور مہمانوں کے لئے ہمیشہ کھلا رکھا۔ مرحوم کو بے حد تڑپ تھی کہ اس شہر میں اُن کی زندگی میں ایک مخلص جماعت اُن کی یادگار قائم ہو جائے۔ لیکن اُنکی صحت نے وفا نہ کی۔ ۱۹۵۶ء میں مرحوم کو خطرناک دمہ کا عارضہ شروع ہو گیا۔ جس کی وجہ سے اُنکی صحت دن بدن گرتی گئی۔ بیس سال اس موذی مرض میں مبتلا رہ کر اسی مرض سے وفات پائی۔ خاکسار کی تحریک پر موصوف نے مریم بی صاحبہ کی شادی سندگرہ کے ایک مخلص احمدی مکرم امیر صاحب داؤد صاحب چکوڑی کے فرزند مکرم عبد اللطیف صاحب چکوڑی حال مقیم لونڈا سے کر دی۔ شادی کے وقت ان کی بلگام میں بہت مخالفت ہوئی۔ مرحوم نے سینہ سپر ہو کر مخالفت برداشت کی۔ خدا تعالےٰ نے ان کی دعاؤں کو شرفِ قبولیت بخشا اور اِنکے داماد کو اِنکی آنکھوں کی ٹھنڈک بنایا۔ اِنکی اس طویل بیماری میں ان کی اہلیہ صاحبہ اِنکے داماد اور بیٹی نے ان کی خوب خدمت کی۔ فجزاہم اللّٰہ احسن الجزاء۔ مرحوم اور مرحوم کی اہلیہ صاحبہ دونوں کو اپنے داماد اور اُنکے اہل و عیال سے محبت تھی۔ دونوں وجود مریم بی صاحبہ اور عبد اللطیف صاحب کی اولاد کی تعلیم و تربیت کے لئے رات دن کوشاں رہتے۔ مرحوم نے اپنا گھر جماعتی افراد۔ سلسلہ کے کارکنوں اور مہمانوں کے لئے ہمیشہ کھلا رکھا۔ گھر پر تبلیغی مجالس کا انتظام ہمیشہ کرتے رہتے۔ جو لوگ خدا اور اُس کے رسول کی باتیں سننے کے لئے آتے یا میٹنگوں میں آتے یا نماز جمعہ میں آتے مرحوم اور اُن کی اہلیہ صاحبہ کی مہمان نوازی سے حصہ یاب ہوئے بغیر واپس نہ جاتے۔ یہ سلسلہ سالہا سال سے ان دونوں نے بہت ہی اخلاص اور مستقل مزاجی سے نبھایا ہے۔ فجزاہم اللّٰہ احسن الجزاء۔

چونکہ بلگام اُس علاقہ میں مواصلات کے اعتبار سے ایک مرکزی نکتہ کی طرح ہے۔ اسی بنا پر خاکسار کو بعض دفعہ ایک دورہ میں کئی کئی مرتبہ بلگام سے گذرنا پڑتا مگر اِس بھائی کو اور اُنکے گھر کے افراد کو ہم نے مہمان نوازی سے کبھی کوفت زدہ نہیں پایا۔ بلکہ ہمیشہ تازہ دم دیکھا۔ میں اُن روح پرور نظاروں کو بھول نہیں سکتا کہ مرحوم مجھ سے باقاعدہ خط و کتابت رکھتے۔ جب دورہ پر بلگام جاتا مرحوم مجھے لینے کے لئے بس سٹینڈ یا ریلوے سٹیشن پر آتے۔ اسی طرح روانگی کے وقت مجھے رخصت کرنے کے لئے باقاعدگی سے تا صحت آتے رہے۔ میں نے کبھی نہیں دیکھا کہ ملاقات سے ان کی آنکھیں پرنم نہ ہوئی ہوں۔ ایک ملہی محبت تھی سے

خدا رحمت کرے ایں عاشقانِ پاک طینت پر

جب کبھی میں نے لکھا کہ آپ سے ملے عرصہ ہو گیا ہے۔ مرحوم نے بوالیسی خط میں مجھے ملاقات کی بشارت دی اور کبھی اُن کی بشارت خالی نہ گئی۔ حتیٰ کہ وفات سے پہلے مرحوم خط نہ لکھ سکتے تھے۔ پہلے مکرم سید بدر الدین صاحب انسپکٹر وقف جدید کے ذریعہ پیغام بھجوایا کہ مجھے آکر ضرور مل جاؤ۔ پھر مکرم محمد فاروق صاحب انسپکٹر بیت المال کے ذریعہ پیغام بھجوایا کہ جلد از جلد آکر مل جائیں۔ اُس کے بعد مجھے اپنی بیٹی سے خط لکھوایا کہ صرف آپ کی ملاقات کے انتظار میں میری آنکھیں کھلی ہیں۔ اور تار بھی ارسال کیا۔ خاکسار جن حالات میں یہاں رہتا ہے۔ خاکسار کے لئے ایسا سفر کرنا آسان نہ تھا۔ آخر مرحوم نے مجھے کرایہ بھی بھجوا دیا۔ اب میرے لئے کوئی چارہ نہ رہا۔ میں نے خدا تعالےٰ کا نام لے کر رخصت لی۔

مجھے علم نہ تھا کہ میں مرحوم سے ملاقات بھی کرسکونگا یا نہیں - راستہ میں خوابوں میں اُنکی وفات اور تجہیز و تکفین کا نظارہ نظر آتا رہا - ان خوابوں نے مجھے لرزہ براندام کردیا - میں نے بارگاہ حضرت احدیت میں تڑپ تڑپ کر دعائیں کیں کہ مولیٰ کریم اس مخلص بھائی سے جس نے ملاقات کے لئے اس قدر تڑپ کا اظہار فرمایا ہے - اپنے لطف وکرم سے ایک عمدہ موقعہ عطا فرما - قربان احسانش شوم - اُس نے مجھے ایسا موقعہ عطا فرمایا - فالحمد للہ علی احسانہ کثیراً کثیراً - جب خاکسار بلگام پہنچا - تو اُنکی اہلیہ صاحبہ نے بتایا کہ آج رات ایسی گذری ہے کہ ہمارا کامل یقین تھا کہ یہ صبح تک زندہ نہ رہیں گے - مگر صبح کے وقت معجزانہ طور پر خدا تعالےٰ نے ان کی حالت میں صحت کے آثار پیدا کر دئے - غرض خاکسار نے عجیب قدرت کا نظارہ اپنی آنکھوں سے دیکھا - میں نے پندرہ روز مرحوم کے پاس محض اُن کے شب وروز اصرار کی وجہ سے قیام کیا - ہر روز اُنکی صحت بتدریج بہتر ہوتی رہی - جب میری روانگی کا وقت قریب آیا تو مرحوم دائمی جدائی کے تصور سے ماہیٔ بے آب کی طرح تڑپتے نظر آئے مجھے تو دیکھنے کی تاب نہ تھی - ہر چند تسلی دینے پر بھی تسکین نہ پاتے - حتی کہ مجھے محض اس خیال سے کہ کہیں اس صدمہ سے یہ جان بحق نہ ہو جائیں - تین چار دن مزید قیام کرنا پڑا - آخر اس وعدہ پر مرحوم نے مجھے اجازت دی کہ خاکسار موسم گرما کی تعطیلات اُن کے پاس گذارے - مگر ہمیں کیا علم تھا - کہ تعطیلات سے پیشتر ہی مرحوم اپنے خدا کو پیارے ہو جائیں گے - انا للہ وانا الیہ راجعون - مرحوم کا گھر ہمارا مہمان خانہ تھا - مرحوم کا گھر ہمارا دارالتبلیغ تھا - مرحوم کا گھر ہماری مسجد تھا - مرحوم کا گھر ہمارا اپنا گھر تھا - مرحوم اپنی حسین یادیں چھوڑ کر دنیا سے رخصت ہو گئے ہیں - خدا تعالےٰ ان کے نام کو تا قیامت زندہ رکھے اور اس وجود کی قربانی کو قبول فرمائے - اور جلد ایسی ہی جماعت وہاں قائم فرمادے - جیسی جماعت دیکھنے کی آرزو لے کر مرحوم خدا تعالےٰ کے حضور حاضر ہو چکے ہیں - اللھم آمین -

اب اُن کی یادگار اُنکی اہلیہ صاحبہ اُنکے داماد مکرم عبد اللطیف صاحب اور اُن کے اہل وعیال ہیں - نیز مکرم حسن چاند ناٹیکواڈی ہیں جو اُنکے گھر کے فرد کی طرح ہیں اور اُن کے نہایت وفادار عزیز ہیں - خدا تعالےٰ اس پیارے وجود کو اُن کا قائمقام بنادے - آمین - خدا تعالےٰ ان لوگوں کی نیکیوں کو قبول فرمائے اور ان کے ذریعہ ان شہروں کو مخلص احمدیوں سے بھر دے - آمین -

مرحوم کو زندگی کے آخری ایام میں یہ خدشہ تھا کہ اُنکی وفات پر اُن کی تدفین کے لئے بلگام کے مسلم قبرستان میں اُن کو دفن نہیں ہونے دیا جائے گا - چنانچہ حالیہ ملاقات میں مرحوم نے خود مجھ سے اس بات کا ذکر کیا - کہ اُن کے پاس غیر احمدی آکر اُن کو ڈراتے ہیں کہ ہم تمہیں دفن نہیں ہونے دیں گے - میں نے اُنہی سے پوچھا کہ کیا آپ ڈر گئے ہیں ! - کہنے لگے نہیں میں نہیں ڈرا - میں نے اُن کو منہ توڑ جواب دیا ہے - کہ میں اپنی لاش کے لئے یہ پسند کرتا ہوں کہ کتے کھا جائیں - مگر یہ پسند نہیں کرتا کہ غیر احمدی ہاتھ لگائیں - چنانچہ ابھی قبرستان کی کارروائی چل ہی رہی ہے - کہ موصوف رحلت فرما گئے - مرحوم کی وفات پر جو حالات پیش آئے ہیں - وہ بلگام کے مرہٹی روزنامہ "ترن بھارت" مورخہ ۲۶/۴/۷۶ میں خصوصی نامہ نگار نے شائع کئے ہیں - اُس کا ترجمہ حسب ذیل ہے -

مذہبی جنون کی انتہا - احمدیہ جماعت سے تعلق رکھنے والے افراد کی میت ہمارے قبرستان میں دفن نہیں ہو سکتی - آخر میت کو ہبلی لے جاکر دفن کرنا پڑا

"بلگام مورخہ ۲۵/۴/۷۶ ایک جماعت کے صدر کی وفات پر اُن کی تدفین کے لئے ۳½ ہاتھ زمین بھی دستیاب ہونی نصیب نہ ہوئی - اس طرح کا ایک حیرت انگیز واقعہ درپیش آیا - جیسا کہ پاکستان میں جماعت احمدیہ کے خلاف تشدد کے واقعات بار بار سننے میں آتے رہے ہیں - لیکن ایسا واقعہ بلگام میں رونما ہونے کی قطعاً کوئی اُمید نہ تھی -

بلگام میں احمدیہ جماعت کے پریزیڈنٹ شری عبد الغنی خانپوری قادیانی گذشتہ منگل مورخہ ۲۰/۴/۷۶ صبح کے ساڑھے پانچ بجے کے قریب مرض دمہ کی بہت لمبی بیماری میں مبتلا رہ کر وفات پاگئے - اُنکے پسماندگان میں سے ایک پروردہ دختر - داماد اور اُن کی اولاد ہے - اُن کی وفات کی خبر سنتے ہی یہاں کے ایک معتبر مسلمان شری حسن ناٹیکواڈی (احمدی) نے تدفین کے لئے مقامی مسلم قبرستان میں قبر کھودنے کے لئے کارکن لگائے اور تدفین کا سامان بھجوایا - گھر کے سامنے غسل کے انتظام کے لئے جنازہ بردار (جنازہ اُٹھانے والا پلنگ) رکھا گیا - اُس وقت صبح کے پانچ بجے دفن کرنے کا انتظام تھا - یہ دیکھتے ہی آناً فاناً یہ خبر تمام مسلمانوں میں پھیل گئی اور کچھ لوگ انجمن اسلام کے صدر کے پاس آئے اور عبد الغنی صاحب خانپوری (مرحوم) کی تدفین کے بارہ میں احتجاج کرنے لگے - اور درخواست دی کہ اِن کی میت مسلم قبرستان میں دفن نہ ہونے دی جائے - انجمن اسلام کے صدر نے اس بارہ میں مشورہ کے لئے اراکین کو طلب کیا - جن میں حسن ناٹیکواڈی (احمدی) مذکور بھی شامل تھے - ہر شخص نے اپنے دل کی بھڑاس نکالنی شروع کردی - اس پر انجمن کے صدر شری سیٹھ نورالدین نے کہا کہ اگر کوئی شخص قسم کھا کر یہ بتائے کہ عبد الغنی صاحب مرحوم نے وفات سے پہلے احمدیت کو ترک کر دیا تھا - تو اُن کو دفن کرنے دیا جائے گا - اُس وقت حاضرین میں سے ایک شخص نے کہا کہ عبد الغنی صاحب مرحوم نے یہ الفاظ کبھی نہیں کہے - اور وہ سچا مسلمان نہیں تھا - لہذا اُنکی میت ہمارے قبرستان میں دفن کرنے کی اجازت نہیں دینی چاہیئے - سب نے اُس کی ہاں میں ہاں ملائی - ایسے معلوم ہوتا تھا کہ اس مجمع میں پرائمری سکول کے دو ٹیچر بھی تھے - اس کے بعد شری حسن ناٹیکواڈی (احمدی) مجمع سے باہر آئے - اور مکرم عبد الغنی صاحب مرحوم کے گھر کے سامنے دیکھا تو گھر کے سامنے رکھا ہوا جنازہ اُٹھانے والا پلنگ وہاں موجود نہ تھا - نیز وہ تختہ جس پر میت کو غسل دیا جاتا ہے - وہ بھی غائب تھا - ایسے معلوم ہوا کہ وہاں کے مسلمان یہ سب سامان اُٹھا کر بھاگ گئے ہیں - یہ یقین ہونے پر کہ یہاں میت کی تدفین عمل میں نہیں آسکتی - مرحوم کا جنازہ کسی دوسرے مقام پر لے جاکر دفن کرنے کی اجازت لینے کے لئے مرحوم کے ورثا اور شری ناٹیکواڈی ڈپٹی کمشنر کے آفس پہنچے - لیکن موصوف بنگلور گئے ہوئے تھے اُس وقت شام کے چھ بج چکے تھے - اُس کے بعد شری ناٹیکواڈی میونسپلٹی کے چیئرمین کے پاس گئے - جو اپنا کام ختم کرکے آفس کے باہر نکل رہے تھے - جب اُنہوں نے یہ تفاصیل پیش کیں تو اُنہوں نے کہا کہ ذرا پہلے آتے تو کچھ نہ کچھ انتظام ہو سکتا تھا - اب آفس سے سب لوگ جا چکے ہیں - اور کہا کہ اب تو جس جگہ بھی تدفین کا انتظام ہو سکتا ہو - وہاں ان کو لے جانا چاہیئے - شری ناٹیکواڈی اور اُن کے رفقاء نے اسلامی دستور کے مطابق میت کو غسل دے کر ٹیکسی کے ذریعہ بندوبست کی کوشش کی مگر دوسرے مقام پر میت کو لے جانے کے لئے کوئی ٹیکسی والا آمادہ نہ ہوا - جب یہ خبر تلک واڑی (مضافات بلگام) کے ایک شخص شری کاڑکر کو معلوم ہوئی تو وہ اپنی ذاتی کار لے کر مرحوم کے گھر کے سامنے پہنچے - اُنہوں نے اپنی کار پیش کرکے اپنی انسانیت نوازی کا ثبوت دیا - نیز اُن کے علاوہ ایک عیسائی شری پنٹو نانی بھی آئے - موصوف ایک ٹمپو کا انتظام کر کے لائے اور ٹمپو میں میت رکھی - جب ٹمپو روانہ ہونے لگا تو بہت سے مسلمانوں نے گاڑی کو روک لیا اور چلنے نہیں دیا اور ڈرائیور کو دھکا دینے لگے - ڈرائیور تو ٹمپو کا خود مالک تھا اُس نے مسلمانوں سے کہا میں تو ذات کا برہمن ہوں - میت کو لے جانا میرا پیشہ نہیں ہے - لیکن میں تو محض انسانی ہمدردی اور تعاون کے لئے یہاں آیا ہوں - مگر مسلمان اُس کو ٹمپو لے جانے نہیں دے رہے تھے - جس پر شری ناٹیکواڈی نے پولیس کو فون کیا اور پولیس کی مدد سے یہ ٹمپو ہبلی پہنچ گیا اور اس میت کو ہبلی کے احمدیہ قبرستان میں دفن کیا گیا"

دعا ہے کہ مولیٰ کریم اِس یکرنگ دوست کی مغفرت فرمائے اور اُنکی روح پر اپنی بے شمار رحمتیں نازل فرمائے اور ان کی دائمی یادگار ایسی مخلص جماعت وہاں قائم فرمائے جس کے قیام سے مرحوم کی روح ہمیشہ تسکین پاتی رہے - مولیٰ کریم اُن کی اہلیہ صاحبہ - داماد - بیٹی اور اُن کے بچوں نیز جملہ پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق اور ثابت قدمی عطا فرمائے اور ہمیشہ ان سب کا حافظ و ناصر رہے - آمین -

اے خدا بر تربت او بارش رحمت ببار
داخلش کن از کمال فضل در بیت النعیم

درخواست دُعا

خاکسار کے چھوٹے بھائی شریف احمد صدیقی نے امسال ہائی سکول کا امتحان دیا ہے - عزیز موصوف کی نمایاں کامیابی کیلئے جملہ احباب جماعت سے دُعا کی درخواست ہے -

خاکسار - منصور احمد صدیقی کانپور -

اعلاناتِ نکاح

(۱) مکرم الحاج عبدالرقیب ولی صاحب ساکن شہر بوسٹن (ریاستہائے متحدہ امریکہ) کا اعلانِ نکاح بعوض پچیس ۲۵ ہزار روپیہ حق مہر ہمراہ عزیزہ رفعت النساء صاحبہ دختر مکرم چوہدری عمر الدین صاحب درویش قادیان حضرت مولوی عبدالرحمٰن صاحب فاضل امیر جماعت احمدیہ قادیان نے بتاریخ ۲۱ مئی ۱۹۷۶ء بروز جمعہ مسجد اقصیٰ میں کرتے ہوئے فرمایا کہ جماعت احمدیہ بین الاقوامی حیثیت اختیار کرتی جا رہی ہے۔ اسی طرح جماعتِ احمدیہ کی اخوّت و قرابت داریاں بھی ایسی حیثیت اختیار کر رہی ہیں۔ چنانچہ یہ نکاح بھی اسی طرح کا ہے۔ محترم الحاج صاحب موصوف امریکہ کے باشندہ ہیں۔ اس وقت وہ خود یہاں نہیں آسکے اس لئے نکاح کے ایجاب وقبول کے لئے انہوں نے ایک درویش بھائی کو اپنی طرف سے وکیل مقرر کیا ہے۔ آپ نے تحریک کی کہ اس نکاح کے مبارک ہونے اور اس جوڑے کی نسل کے بھی بابرکت اور خادمِ دین ہونے کے لئے دعا کی جاسے۔ اور بعد اعلان حاضرین سمیت آپ نے دعا فرمائی۔

واضح ہو کہ یہ بچی محترم مولوی فضل الدین صاحب بنگوی مہاجر لائل پور شہر کی نواسی ہے۔

خاکسار: برکت علی انعام درویش قادیان۔

(۲) مورخہ ۱۰ ؍ ۵ ؍ ۷۶ بروز سوموار مکرم قریشی محمد عقیل صاحب پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ شاہجہانپور نے مکرم بشیر خان صاحب ولد مکرم شریف احمد خان صاحب ساکن اودے پور کٹیا تحصیل و ضلع شاہجہانپور۔ یو۔ پی کا نکاح رابعہ بیگم صاحبہ دختر یوسف علی خان صاحب ساکن اودے پور کٹیا تحصیل و ضلع شاہجہانپور۔ یو۔ پی کے ساتھ بعوض مبلغ اڑھائی ہزار روپے حق مہر پر پڑھا۔ اس خوشی میں مکرم یوسف علی خان صاحب نے مبلغ دس روپیہ شکرانہ فنڈ۔ مبلغ ۱۰/- روپے درویش فنڈ اور مبلغ ۵/- روپیہ اعانت بدر میں ادا کئے ہیں۔ نیز مکرم شریف احمد خان صاحب نے مبلغ دس روپے شکرانہ فنڈ۔ مبلغ دس روپے درویش فنڈ اور مبلغ پانچ روپے اعانت بدر میں ادا کئے ہیں۔ جملہ احباب کرام سے گزارش ہے کہ دعا فرماویں کہ مولا کریم محض اپنے فضلِ خاص سے اس رشتہ کو جانبین کے لئے خیر و برکت کا موجب بنائے۔ اور مثمر ثمرات حسنہ کرے۔ آمین۔

(ناظر امورِ عامہ قادیان)

دعائے مغفرت

مورخہ ۲۳ ؍ ۵ ؍ ۷۶ کو حیدرآباد سے بذریعہ تار یہ افسوسناک اطلاع ملی کہ مکرم سمیع اللہ صاحب جو ایران میں فزکس کے پروفیسر ہیں کی اہلیہ محترمہ وفات پاگئیں۔ انّا للہ وانّا الیہ راجعون۔ اُن کے بیٹے عزیز شکیل احمد صاحب مقاماتِ مقدسہ کی زیارت اور دعاؤں کی غرض سے قادیان آئے ہوئے تھے عزیز نے اس اچانک اور جانکاہ صدمہ کو نہایت صبر و رضا سے برداشت کیا۔ اور اسی روز بذریعہ ہوائی جہاز حیدرآباد اپنی والدہ مرحومہ کے آخری دیدار کے لئے روانہ ہوئے۔ اللہ تعالیٰ نے مرحومہ پر اپنا یہ فضل فرمایا کہ وفات سے دو ماہ قبل خواب کے ذریعہ صداقتِ احمدیت کے بارہ میں شرح صدر عطا فرمایا اور مرحومہ کو بیعت کرنے کی سعادت حاصل ہوئی۔

اللہ تعالیٰ مرحومہ کے درجات بلند کرے اور اعلیٰ علیین میں جگہ عطا فرمائے۔ چھوٹے چھوٹے بچے پیچھے ہیں۔ خدا تعالیٰ سب کا حافظ و ناصر ہو اور صبرِ جمیل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

(ایڈیٹر بدر)

منظوری انتخاب عہدیداران جماعتہائے احمدیہ

مندرجہ ذیل عہدیداران کی یکم مئی ۷۴ء تا ۳۰ اپریل ۷۷ء تک منظوری دی جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان عہدیداران کو زیادہ سے زیادہ خدماتِ دینیہ بجا لانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

ناظرِ اعلیٰ قادیان

(۱) جماعت احمدیہ ٹیلی چری

صدر ۔ سیکرٹری امورِ عامہ ۔ سیکرٹری مال ـــــ ایم کنہاموصاحب۔

(۲) جماعت احمدیہ چندا پور

(۱) صدر ـــ مکرم جناب حشمت اللہ صاحب۔ (۲) سیکرٹری مال ۔ مکرم جناب رحمت اللہ صاحب۔

(۳) جماعت احمدیہ امبیٹہ

(۱) صدر ۔ مکرم فرمان احمد خان صاحب۔ (۲) سیکرٹری مال ۔ مکرم فرقان احمد خان صاحب۔

ولادتیں

(۱) اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے آج صبح ۱۴ مئی ۱۹۷۶ء کو عزیزم صدیق احمد امینی سلمہ اللہ کو دوسرا لڑکا عطا فرمایا ہے۔ یہ میرا دوسرا پوتا ہے۔ نام طاہر احمد امینی تجویز کیا گیا ہے۔ احباب کرام دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ نومولود کو نیک، صالح و خادمِ دین بنائے اور والدین کے لئے قرۃ العین ہو اور لمبی عمر عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

خاکسار: شریف احمد امینی انچارج احمدیہ مسلم مشن بمبئی۔

(۲) مورخہ ۱۵ ؍ ۵ ؍ ۷۶ کو اللہ تعالیٰ نے مکرم احسان اللہ صاحب ٹاک آف یادگیر کو پہلا لڑکا عطا فرمایا ہے۔ نومولود مکرم عبدالحمید صاحب ٹاک کا پوتا اور مکرم عبدالسلام صاحب ٹاک کا نواسہ ہے۔ احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ نومولود کو صحت و سلامتی والی لمبی عمر دے اور نیک، صالح، خادمِ دین بنائے آمین۔

مکرم عبدالحمید صاحب ٹاک نے اس خوشی میں مبلغ پانچ روپے اعانت بدر اور مبلغ پانچ روپے درویش فنڈ میں۔ اور مکرم عبدالسلام صاحب ٹاک نے دس روپے اعانت بدر اور مبلغ پانچ روپے درویش فنڈ اور مبلغ پانچ روپے شکرانہ فنڈ میں ادا کئے ہیں۔ یہ کل پینتیس روپے زیر رسید نمبر ۳۵ / ۱۰۸۷۶ داخل خزانہ ہو چکے ہیں۔ (ایڈیٹر بدر)

(۳) مورخہ ۲ ؍ ۵ ؍ ۷۶ کو خدا تعالیٰ نے خاکسار کو تیسرا بھائی عطا کیا ہے جو کہ مکرم شریف احمد صاحب چارکوٹ پونچھ کا بیٹا ہے۔ حضرت مولوی عبدالرحمٰن صاحب امیر مقامی نے نومولود کا نام منیر احمد تجویز فرمایا ہے۔ احباب جماعت سے اس کی صحت و سلامتی اور درازیٔ عمر پانے کے لئے درخواست دعا ہے۔

خاکسار: صغیر احمد طاہر متعلم مدرسہ احمدیہ قادیان۔

درخواستِ دعا: ـــ خاکسار کی اہلیہ صاحبہ بعض نسوانی عوارض کے سبب اکثر بیمار رہتی ہیں۔ تمام بزرگانِ کرام اور احبابِ جماعت سے ان کی صحت کاملہ عاجلہ کے لئے عاجزانہ طور پر درخواستِ دعا ہے۔

خاکسار: کے۔ کریم بخش۔ مکتہ پڑ۔

سینگوں اور گھاس سے تیار کردہ دلآویز مصنوعات

۱ ۔ سینگ اور لکڑی سے تیار کردہ پرندوں اور جانوروں کی دلآویز شکلیں۔
۲ ۔ گھاس سے تیار کردہ منارۃ المسیح، مسجد اقصیٰ۔ مختلف مناظر، دنیا بھر کی مساجد احمدیہ اور مشن ہاؤسز کی تصاویر جو تبلیغی نوعیت رکھتی ہیں۔
۳ ۔ عید مبارک کے کارڈ اور دیگر تصاویر۔

خط و کتابت کا پتہ:ـــ

THE KERALA HORNS EMPORIUM,
TC. 38/1582 MANACAUD,
TRIVANDRUM - (KERALA)
PIN 695009.

PHONE No. 2351
P.B. No. 128.
CABLE:-
"CRESCENT"

ہر قسم اور ہر ماڈل

کے موٹر کار، موٹر سائیکل، سکوٹرز کی خرید و فروخت اور تبادلہ کے لئے آٹو ونگس کی خدمات حاصل کیجئے

آٹو ونگس

AUTOWINGS,
32 SECOND MAIN ROAD,
C.I.T. COLONY
MADRAS-600004.
PHONE No. 76360.

دسویں احمدیہ سالانہ صوبائی کانفرنس اُتر پردیش

مورخہ ۶-۷ جون ۱۹۷۶ء بروز اتوار - پیر

مقام :- اَچل بھون (ACHAL BHAVAN) دریسی نمبر ۲ - آگرہ ۔

(نزد ریلوے اسٹیشن و بس اسٹینڈ - قلعہ آگرہ)

(متوقع) زیرِ صدارت :- مکرم جناب حافظ ڈاکٹر صالح محمد الٰہ دین صاحب ایم ایس سی ۔ پی ایچ ڈی ۔
ریڈر ایسٹرونومی ڈیپارٹمنٹ ۔ عثمانیہ یونیورسٹی ۔ حیدر آباد ۔

احبابِ کرام ! کانفرنس اُتر پردیش آگرہ اپنی سابقہ روایات، قومی یک جہتی ۔ صلح و اتحاد بین المذاہب ۔ ملکی قانون اور پیشوایانِ مذاہب کی عزت و تکریم ۔ اسلام و احمدیت کی پُر امن تعلیم کی روشنی میں پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہی ہے ۔

قیام و طعام کا انتظام بذمہ منتظمینِ کانفرنس ہوگا ۔ لہٰذا شمولیت فرمانے والے احباب تعداد اور نام سے قبل از وقت مطلع فرمائیں ۔ اعلانِ ہٰذا کو بلا تفریق مذہب و ملت دعوت نامہ سمجھا جائے ۔ دُعا کے لئے بھی درخواست ہے ؛

خاکسار :- عبد الحق فضل　　**حمید اللہ خان**
صدر مجلسِ استقبالیہ کانفرنس　　سیکرٹری مجلسِ استقبالیہ کانفرنس

ترسیلِ زر کے لئے مکرم مولوی عنایت اللہ صاحب ۔ معرفت مکرم ضمیر الاسلام صاحب عرف جگن بھائی ۔
ٹیلہ جوشیان ۔ موتی کٹرا ۔ آگرہ ۳

وہ دِن آگئے ہیں جب ساری دُنیا احمدیت کے ذریعہ اسلام میں داخل ہو گی !

سیدنا حضرت المصلح الموعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جاری کردہ تحریک "وقفِ جدید" کو خدا کے فضل سے جاری ہوئے اُنیسواں سال گزر رہا ہے ۔ اِس تحریک کے متعلق حضور رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے کہ :-

"مَیں آپ لوگوں کو برابر تحریک کرتا رہتا ہوں کہ وقفِ جدید کو مضبوط بنانا ضروری ہے ۔ لیکن اب تو کام کی وسعت کی وجہ سے اس کی اہمیت اَور بڑھ گئی ہے ۔ پس جہاں اللہ تعالیٰ نے آپ کو مالوں میں ترقی دی ہے وہاں آپ کو سلسلہ کی ترقی کے لئے بھی دِل کھول کر چندہ دینا چاہیئے تا اللہ تعالیٰ اسلام اور احمدیت کو پھیلا دے ۔ اللہ تعالیٰ آپ لوگوں کو توفیق دے کہ آپ وقت کی آواز کو سُنیں اور کانوں میں روئی نہ ڈالے رکھیں ۔ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں ؎

آسماں بارد نشان، الوقت میگوید زمیں
ایں دو شاہد از پئے تصدیقِ من استادہ اند

خدا کرے کہ آپ آسمان کی آواز کو سُنیں اور زمین کی آواز کو بھی سُنیں اور آپ کو سرفرازی حاصل ہو ......
...... تبلیغ کرنا ہر احمدی کا فرض ہے ۔ نہ معلوم آپ اس میں کتنا حصہ لیتے ہیں ۔ لیکن اس زمانہ میں تبلیغ کا بڑا ذریعہ اشاعتِ دین کے لئے چندہ دینا ہے ۔ اس لئے آپ لوگوں کا فرض ہے کہ وقفِ جدید کے چندہ میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیں ۔"

جملہ مبلغین و معلمین کی خدمت میں گزارش ہے کہ وہ اپنے اپنے حلقہ میں احبابِ جماعت کو مالی قربانی کی ضرورت اور اہمیت سے پُوری طرح آگاہ کریں ۔ تا تبلیغ، تعلیم، تربیت میں وسعت پیدا ہوتی رہے !

انچارج وقفِ جدید انجمن احمدیہ قادیان

ولادت

مورخہ ۱۹ مئی ۱۹۷۶ء کو مکرم بدر الدین صاحب مہتاب کارکن دفتر اخبارِ بدر کو اللہ تعالیٰ نے پہلا لڑکا عطا فرمایا ہے ۔ نومولود مکرم مولوی محمد یوسف صاحب مدرس مدرسہ احمدیہ کا پوتا اور مکرم محمد اسلم صاحب عباسی آگرہ کا نواسہ ہے ۔ احبابِ جماعت سے زچہ و بچہ کی صحت و سلامتی اور نومولود کے نیک، خادمِ دین بننے کے لئے دُعا کی درخواست ہے ۔

مکرم بدر الدین صاحب مہتاب نے اس خوشی کے موقعہ پر مبلغ پانچ روپے اعانت بدر میں ادا کئے ہیں ۔ فجزاہُ اللہ احسن الجزاء ۔

(ایڈیٹر بدر)

آل کشمیر احمدیہ مسلم کانفرنس بمقام ناصر آباد

بتاریخ ۷-۸ اگست ۱۹۷۶ء بروز ہفتہ - اتوار

وادیٔ کشمیر کی جماعت ہائے احمدیہ کی اطلاع کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ صوبائی نمائندگان نے امسال سالانہ کانفرنس کے لئے ناصر آباد (کولگام) کا تعین کیا ہے ۔ لہٰذا مندرجہ تاریخوں پر ہماری یہ کانفرنس انشاء اللہ العزیز ناصر آباد میں منعقد ہوگی ۔ احباب کی آگاہی کے لئے یہ بھی اعلان کیا جاتا ہے کہ ممبران کے اتفاق سے محترم مبارک احمد صاحب ظفر صدر جماعتِ احمدیہ ناصر آباد کو صدر مجلسِ استقبالیہ اور محترم محمد عبد اللہ صاحب ڈار صدر جماعتِ احمدیہ شورت کو نائب صدر مجلسِ استقبالیہ منتخب کیا گیا ہے ۔ احباب ضروری امور سے متعلق ہر دو عہدیداران سے خط و کتابت کر سکتے ہیں ۔

احباب دُعا کریں کہ اللہ تعالیٰ محض اپنے فضل سے ہماری اِس کانفرنس کو کامیاب کرے ۔ آمین ؛

خاکسار : **غلام نبی نیاز خادمِ سلسلہ عالیہ احمدیہ سرینگر ۔**

وصیّت سے متعلق بعض غلط فہمیوں کا اِزالہ

ایک آمدہ رپورٹ سے معلوم ہُوا ہے کہ دو سال قبل وصیتوں کے سلسلہ میں دَورہ کے نتیجہ کے طور پر جو نئی وصایا ہوئی ہیں (خصوصاً اُڑیسہ کے علاقہ میں) اُن موصیوں کو یہ غلط فہمی ہوئی ہے کہ جائیداد کی وصیت کے بعد ہر قسم کے چندے ساقط ہو جاتے ہیں اور صرف شرطِ اوّل اور اعلانِ وصیت ادا کر کے حصہ جائیداد ادا کر دینا کافی ہے ۔

لہٰذا اس غلط فہمی کے ازالہ کے لئے اِعلان کیا جاتا ہے کہ وصیت کرنے کے بعد کوئی چندہ ساقط نہیں ہوجاتا ۔ البتہ چندہ عام کی بجائے جو آمد پر $\frac{1}{16}$ دیا جاتا ہے چندہ حصہ آمد وصیت کے مطابق ($\frac{1}{10}$ یا $\frac{1}{9}$ وغیرہ) لیا جاتا ہے ۔ مزید یہ کہ یہ چندہ کسی بھی صورت میں معاف نہیں ہو سکتا ۔

جائیداد (مکان ۔ زمین وغیرہ) جس کی وصیت کی گئی ہے کی آمد پر بھی حصہ آمد وصیت کے مطابق ادا کیا جاتا ہے ۔ نیز ماہوار آمد خواہ وہ معین بصورت تنخواہ ہو یا غیر معین پیشہ کی آمد پر بھی وصیت کے مطابق چندہ حصہ آمد ادا کرنا لازمی ہے ۔

موصی احباب اس بات کو ذہن نشین کر لیں اور اس کے مطابق عمل کریں ؛

سیکرٹری بہشتی مقبرہ قادیان

سالِ نَو کیلئے درویش فنڈ کے وعدے

اللہ تعالیٰ کے فضل سے قربانی کا جذبہ رکھنے والے احباب کی طرف سے سالِ نَو ۷۷-۱۹۷۶ء کے لئے درویش فنڈ کے وعدے موصول ہونے شروع ہو گئے ہیں ۔ اِن گراں قدر وعدوں سے معلوم ہوتا ہے کہ اپنے پیارے امام ہمام سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے پیغام پر لبیک کہنے اور اپنے درویش بھائیوں کے ساتھ محبت و اخوت کا مظاہرہ کرنے کا کتنا قابلِ قدر جذبہ مخلصینِ جماعت کے دلوں میں پایا جاتا ہے ۔ نظارت ہٰذا ان سب کی خدمت میں ھدیۂ تشکر پیش کرتے ہوئے اُن دوستوں سے بھی جن کے وعدے ابھی نہیں آئے درخواست کرتی ہے کہ وہ اپنی حیثیت کے مطابق جلد وعدے ارسال کر کے ممنون فرمائیں ؛

ناظر بیت المال آمد قادیان

درخواستِ دُعا

خاکسار اپنی بعض گھریلو پریشانیوں کے ازالہ کے لئے تمام احبابِ جماعت سے دُعا کی درخواست کرتا ہے ۔ اللہ تعالیٰ سب مشکلات دُور فرمائے ۔ آمین ؛

خاکسار : محمد عبد اللہ دکاندار ۔ بڈھانوں ۔